

## منصور بن سید احمد

نام مکان ہر ماہ کسی نہ کسی مستند استاد کا غیر مطبوعہ کلام شائع ہوتا ہے جو انجمن محافظ اردو کے منصفوں کے تحت خدمت قرار پاتا ہے زیادہ تر وہ مراشی جو آج تک مطبع نہیں ہوئے ہیں کبھی کبھی انتخابات غزلیات کی دیوان شائع کیا جاتا ہے۔ کبھی کسی ایک استاد کا کلی کلام شائع ہوتا ہے اس جلد کو اسی کے نام سے موسوم کیا گیا جاتا ہے جیسے انکا ترش، گلزار رشید، وقار نہیں وغیرہ شہر و سرحدات کے ممبران کو کتابیں مسلسل روانہ کی جاتی ہیں ہر قسط کی قیمت دور و پیہ اگر زیادہ قیمت کی کتاب بھی شائع ہوتی ہے تو ممبر کو وہی رقم میں رقم کی جاتی ہے اب تک مسلسل سورت قطب شائع ہو چکی ہیں جو حضرات چندہ سالانہ پیشی مرتب فرماتے ہیں مبلغ پونہ بیس روپیہ ان کے لینے پر ڈاک محاف دفتر توجہ برداشت کرنا ہے ایسے ممبران کو مخصوصی کے بدلے ہیں جو حضرات ماہانہ کتاب منگاتے ہیں تو پونہ بیس روپیہ ڈاک بذمہ ممبر رہتا ہے دور و پیہ کی کتاب اور تقریباً آٹھ روپے خرچہ ڈاک عیاں کی رقم پائی دے گی جاتی ہے ایسے ممبران کو ممبر عمومی کے بدلے دیا۔

جو حضرات پونہ بیس روپیہ پیشی مرتب فرماتے ہیں ان کا چندہ بارہ قسطیں پونہ بیس روپیہ پر مبنی ہو جاتا ہے نہ ہر سال تمام ہونے پر اگر بارہ قسطیں اتفاق سے پندرہ ماہ میں بھی شائع ہوں گی تو چندہ ممبر خصوصی کے دے دے جب الاداء ہو گا۔ جب تک بارہ قسطیں نہ پہنچ لیں۔

یہ ایک بار جو اس سلسلہ کی ایک قدر کیجئے اس ناکہ دور میں بہت افزائی فرمائیے ایک کارڈ بھیج کر ممبر بن جائیے اور کل قسطیں طلب فرمائے ملاحظہ فرمائیے آج کل دور و پیہ ماہوار کوئی خاص چندہ نہیں ہے جب کہ ۱۶۰ اور ۲۰۸ صفحات کی کتاب کبھی کبھار غیر مجلد ہو چکی رہتی ہے۔

(معمد) انجمن محافظ اردو منصور بن سید احمد

تاریخیں ملنے کا پتہ :- (۱) کتب خانہ (۲) صدر بنی بکڈ پور (۳) ابابکھنڈ (۴) ابابکھنڈ

حکیم مجاہد اور حضرت مہذب نے علامہ کی مجلس خدمت

دیرا ہفتی

وہ وقت تھا کہ - اپنی نوعیت کی سب سے پہلی کتاب حسین زبان اردو کی عام و خاص غلطیاں سے تصحیح ناولانہ رنگ میں پیش کر کے انتہائی دلچسپ بنانے کا کوشش کی گئی تھی۔ شعر و سخن کے محاسب بھی دلکش پیرائے میں بیان کئے گئے ہیں۔ ایک فرضی مکمل ہستاد نے دو فرضی شاعر و دن کو ابتدا سے انتہا تک غزلوں پر اصلاح دی ہے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد شعر میں فنی اور تقریر کا تحریر میں زبان کا غلطی کا ایک بڑی حد تک امکان نہیں رہتا نہایت نفیس جلد بند جیوا کی گئی کاغذ چمکا اور قیمتی لکھا گیا ہے۔ قیمت صرف پانچ روپیہ غیر جلد چار روپیہ۔

دیرا ہفتی

وہ وقت تھا کہ اس کتاب میں ناخدا کے سخن حضرت نعتی مرحوم کا مختصر دیوان چند غیر مطبوعہ غزلیات و قصائد و رباعیات اور ایک غیر مطبوعہ مرثیہ درحال حضرت سید شہد اشرفی میں۔ اس علاوہ اردو کا ایک نعتیہ نعتیہ مرحوم کا ہلاک اور ان کے سوانح حیات بھی شامل ہیں۔ جہاں مہذب نے علامہ کے تقریباً چالیس بند بھی ہیں جن میں محاسب شعر نظم میں قابل دید کتاب۔ قیمت جلد عام غیر جلد عام

### — (باب دسویں کڑی) —

ہر روز کن قسط ماہ ذی القعدہ ۱۲۸۵ء قراوی گئی اچو میں جانشین حضرت عتیق جناب سید جبار روز ادا صاحب دہ  
سال حضرت کریم نیا دہریہ از جناب آتش کا حال سہرت عباس میں در جناب بندہ کاظم صاحب بدیدہ کا حال حضرت علی  
امیر از جناب ہفتنگا صاحب حسین کا حال حضرت علی ہفتنگا امیر از جناب بٹے صاحب کی کا حال حضرت عون دہجد میں  
اور جناب علی نواب صاحب قدیم کا حال حضرت عباس میں اور جناب مہدی بن صاحب کھر کا حال حضرت  
سید اشرف اور میں غیر مطبوعہ کلام شائع ہوا ہے۔ قیمت صرف دو روپے

### — (تیسرے قسوں کڑی) —

گلستان رشید: یعنی دیوان جناب رشید بکھنوی جس کا انتظار صاحبان ذوق کو ۲۲ سال سے تھا۔  
آج انجمن محافظ اردو کو فخر و نامہ ہی کہ صدر انجمن حضرت مہذب ننگہ کی کاوشوں سے دیوان دستیاب بھی  
ہوا اور نظر عام پر بھی آگیا تقریباً پونے دو سو صفحات نہایت عمدہ جلد اور کورے ساتھ قیمت صرف ۸

### — (چودھویں کڑی) —

آئینہ نظم آزاد: میں منصفہ عالیہ جناب چودھری سید حسن کاظم صاحب رئیس رکسوارہ ضلع آزاد آباد میں  
نے آزادانہ نظمیں کے نمائندہ ہندو فرمایا کہ قابل دید کتاب تصنیف فرمائی ہے صفحات ۲۹ قیمت صرف ایک روپے

(۱۷۷۷) چودھویں کڑی آئینہ نظم آزاد کو نصف کڑی کہنے کی تھی، جو مستقل ممبران

کو اتنی ضخیم کتاب جب دوسری خانہ کر دی جائے گی تب چودھویں کڑی کہی سمجھی جائے گی نیز خانہ

### — (پندرہویں کڑی) —

فکار عشق جلد دوم: حضرت عتیق علیہ الرحمہ کے چار غیر مطبوعہ اور دو مطبوعہ مرثیہ کی عدم مرثیہ جلد انجمن محافظ اردو  
شمار کار خدمت اہل نظر کے ملا خطہ کے قابل صفات۔ (قیمت صرف دو روپے)

مشاق کے منتخب غزلیات کا مجموعہ جو ہر خوش مذاق شاعر کے کام کی چیز ہے قیمت صرف دو روپیہ

== (ساتویں کڑی) ==

بہارِ مہر و لب: یہ سجدی ہنر و تاجِ اہلبیت: یہ بی بی سکر کی میرزا صاحب: یہ لکھنوی مالک کے چھ منتخب اور قابل دید غیر مطبوعہ

مثنوی جلد میں عشقِ توہین: یہ شیدائی زبان اور سحر کے کلام کا لطف کما حقہ پایا جاتا ہے۔ قیمت دو روپیہ۔

== (آٹھویں کڑی) ==

اوشکا رحمن: سلطانِ عالم و جدِ علیؑ: ہمدید لکھنوی۔ چنگا صاحبِ حسین۔ لڑن صاحبِ شیعہ قاری

لیقوب علی خاں نصرت، نواب سردار صاحب سردار، میر علی محمد صاحب عارف مرحوم لکھنوی کے مثنوی

کا مجموعہ جو ہر حیثیت سے ادبی دنیا میں ایک قابل قدر اضافہ ہے۔ قیمت صرف دو روپیہ۔

== (دسویں کڑی) ==

اسرارِ عشق: یہ صاحبِ سید حسین میرزا صاحب اخلص عشق رحمۃ اللہ کے دو غیر مطبوعہ اور پانچ مطبوعہ مثنوی

کی مجموعہ کا ہر مثنوی قابل دید ہے اور ہر شعر عشقِ مرحوم کے خصیصہ تھا کلام کا آئینہ دار و خصوصاً پہلا مثنوی

مثنوی زعفران نے شیر بھی ادب سے حضرت کے مطالعہ کے قابل و کتب خانہ کی زینت کے لائق ہے

== (دسویں کڑی) ==

مکتبہ نقیہ: یہ قسط ۱۰ ستمبر ۱۳۰۵ء حضرت نقیہ علیہ الرحمہ کے غیر مطبوعہ مثنوی کا مجموعہ بلاک

یہ دسویں قسط اپنی نوعیت کی انتخاب ہے

قیمت صرف دو روپیہ

== (گیارہویں کڑی) ==

حرفِ امیر: یہ قسط ماہ اکتوبر ۱۳۰۵ء میر تقی میر علیہ الرحمہ کے ۳۱ مثنوی کا مجموعہ مع سلام صفحات ۲۰۸

ساز ۲۰۰ پہلا جلد مع خوشنما کورسہ صاحبانہ ہے۔ ہر کڑی کے قابل مجموعہ کی قیمت مبلغ تین روپیہ

دل بساط انجی میں ایسی سو بھی تنہا ہے ہم نے  
 زندگی کم نظر آتی ہی مجھے ان روزوں  
 دیکھ کر حُسن کو اُس کے یہ کہے ہو زاہد  
 بے خبر آئینہ مت دیکھ کہ اب تیری آنکھ  
 حُسن شمع اس کے پہ ٹپتی ہی رنگاہ زاہد  
 عشق غرہ ہی مجھے حُسن پہ مغرور ہو وہ  
 جس پہ دل سسرکار ہوئی چاہتی ہی  
 غمِ ایش چرخ سنگار ہو اچاہتی ہی  
 میری شمع بھی زنا رہا چاہتی ہی  
 اپنے عالم سے خستہ رہا چاہتی ہی  
 آہ کیا یہ بھی گنہگار ہو اچاہتی ہی  
 میرے اور یار کے سیکر ہو اچاہتی ہی

مصحفی آرزوئے دل کی ذرا باگ کی روک

کسی طرف جاتی ہی کیوں خار ہو اچاہتی ہی

ملائے خاک میں کیا کیا گل شکستہ بہستار  
 وہ اپنے گھر میں ہی اور مجھ کو سو جگہ شب بھر  
 میں کیا بتاؤں تجھے برق رنگا گل ہو نسیم  
 زیادہ اس سے ہو کیا دو دمان عشق کا جھفت  
 نہ کی میں آہ بھی فرقت میں اُس کی تابہ مرگ  
 اسی جہان میں یارب مجھے معذب کر  
 خزاں نے روزیہ کی گلستاں کی رسوائی  
 لیے پھرے ہی ولی بدگماں کی رسوائی  
 ہوئی جو خار حُسن و آشیان کی رسوائی  
 کہ خانہ زاد ہو اس دو دمان کی رسوائی  
 مجھے پسند نہ تھی دلستاں کی رسوائی  
 سہی نہ جائے گی مجھ سے وہاں کی رسوائی

جیہاؤں عشق میں کیونکر کہ مصحفی اب تو

گلی گلی ہی مری داستاں کی رسوائی

عذر گنہ میں چاہتی زنجیر بلی اُسے  
 ہم نگوں گرفتہ کیوں نہ شمشیر بلی اُسے  
 رہ گم کرے دعا جو میری جاتے سو جو رخسار تو اس کی رہنمائی کو تاشیر بلی اُسے

مشکل مری آسان کسو سے نہیں ہوتی یوسف کو مرے خواب کی تعبیر نہ آئی  
 عکس اُس کا نہ حجم کر کے رہا دیدہ تر میں دریا میں بنائی اُسے تعبیر نہ آئی  
 اے مصطفیٰ جس شب میں لیا کام دل اُس سے  
 افسوس کبھی بھر وہ شب تیر آئی

آنکھ کی تڑپ کو چہ میں طاقت نہیں ملتی پاؤں کے تئیں ضعف سے رخصت نہیں ملتا  
 میں گو غریباں میں تو ڈھونڈھا بہت اُس کو وال بھی تو تڑپے کشتہ کی تربت نہیں ملتا  
 یہ طرفہ حوالی ہو کہ اس چاہ یہ ظالم کچھ مجھ سے تری طبع کی رخصت نہیں ملتا  
 انبار کے نامہ میں ہو کچھ اور ہی مضمون اُس خط سے مرے خط کی عبارت نہیں ملتا  
 ہو نام خدا تجھ پہ تو کچھ اور ہی عالم صورت سے تری خود کی صورت نہیں ملتا  
 یہ طرفہ تماشا ہو کہ اُس سٹوخ کے باہقوں ہم بیچیں اگر دل کو تو قیمت نہیں ملتا  
 اک طرفہ بھیجھو کا ہو ترا عارض رنگیں اس گل سے گلِ سرخ کی رنگت نہیں ملتا  
 کیا خاک کوئی شاد ہو اس باغ میں ہرگز غنچہ کو تقسیم کی بھی نصرت نہیں ملتا  
 پروانہ جو جلتا ہو تو دیتی ہو کھڑی شمع کس کس کو تری بزم میں ذلت نہیں ملتا  
 کس وقت وہ کجنت جدا مجھ سے ہوئی تھی ڈھونڈھوں ہوں بہت اور شبِ فرقت نہیں ملتا

اے مصطفیٰ کیوں یار کی اتنا ہی تہہ در تہہ

جانے دے اگر اس کی طبیعت نہیں ملتی

خوئے رَم خوردہ تری یار ہوا چاہتی ہو کچھ تو شکنِ دل زار ہوا چاہتی ہو  
 میرے اور یار کے پردہ تو نہیں کچھ لسیکن میرے بیچ میں دیوار ہو چاہتی ہو

انداز حیا نکلتے ہو تصویر میں تیسری  
 آنکھیں مری آنکھوں سے ملاتی نہیں وہ بھی  
 زہر ٹپے دیکھے ہوں صبح کو اٹھ کر  
 بے رحم تھے رحم بہ لاتی نہیں وہ بھی  
 لھینچے ہو نسیم سحری مجھ سے دوپٹا  
 پر ہاتھ پکڑتے تھے کہ جگاتی نہیں وہ بھی  
 پہلو میں ہو اک دشمن جاں ہاتھوں دل کے  
 ہوزیت کوئی دن نظر آتی نہیں وہ بھی  
 اے مصطفیٰ اس تیغ کو ہر تنگ جو مجھ سے

غیرت سے مری خوں میں نہاتی نہیں وہ بھی

اغیار کی صحبت کی مجھے تاب کہاں ہے  
 اس کا تھلی دل بیتاب کہاں ہے  
 بالیں پہ رکھوں سر کو تو اپنی میں شب بھر  
 پر خواب تھے دیدہ بے خواب کہاں ہے  
 کیا جانے فرو رفتہ طاق حسنم ابرو  
 کعبہ ہو کہ صحر اور غم محراب کہاں ہے  
 رنگ کف پائے نہ ہوں گل کے مقابل  
 رنگت تری یہ لالہ سیراب کہاں ہے  
 سیراب گلا ہو دے کسی تشنہ جگر کا  
 اتنی دم خنجر میں ترے آب کہاں ہے  
 پیرما میں ذرا آنکھ تو کھول اپنی تو غافل  
 ہم صبح قیامت بھی یہی کہتے اٹھیں گے  
 خاکستر گلخن سے مرے گرم ہے پہلو  
 ہر صبح کا یہ تو شب مہتاب کہاں ہے  
 لاپیرمناں جام بے تاب کہاں ہے  
 خاکستر گلخن سے مرے گرم ہے پہلو  
 مجھ کو پیس قائم و خواب کہاں ہے

اے مصطفیٰ ہو تجھ پہ بہت رنج معیشت

چل بوجھ نہ تو بھی در ذاب کہاں ہے

دیدہ بزرگس میں صورت چشم قربانی کی ہو  
 اس نے کیا دیکھا جو یہ تصویر حیرانی کی ہو  
 اپنی گردش میں نہ پائی مہر و  
 یاد جو اس کو ادا سازہ گردانی کی ہو

میں جہاں جاؤں مرے ساتھ ہی روحانی عشق کیا کروں آہ نہیں چارہ مقدر سے مجھے  
 بے نصیبی کو میں اپنی ہی دعا دیتا ہوں جس نے محروم رکھا دردی ساغر سے مجھے  
 بے جگہ پائے جنوں تو نے یہ کی کوتاہی آگے بڑھنے نہ دیا وادی محشر سے مجھے  
 ایک ہی زخم میں پورا نہ کیا میرا کام رہ گیا شکوہ یہ آب دم خنجر سے مجھے  
 جذب الفت کا یہ عالم ہو کہ میٹھے میٹھے کوئی ہر وقت نکالے ہو مرے گھر سے مجھے  
 مصطفیٰ نام سوا کچھ نہیں باقی رہتا

ہو یہی یاد سلیمان و سکندر سے مجھے  
 ہم اور یار اگر دو گھڑی بھی مل بیٹھے تو ہم طعنہ ہمایہ سے دودل بیٹھے  
 کرے نہ طبع فلک اس کی بھی گوارائی خیال میں بھی جو وہ میرے متصل بیٹھے  
 بھلا میں کیونکہ کر دوں مصطفیٰ کچھ اس بات  
 رقیب پہلو میں اس کے ہوں جب نخل بیٹھے

اک تجھ سے تنہا ہی بسر کرتی نہیں وہ بھی حسرت ہی میں جاؤں سو جاتی نہیں بھی  
 مشتاق ہو ٹھوکر کا بھاری سر عاشق اے دئے نصیب اس کے جگاتے نہیں وہ بھی  
 تو ہو دے تو تصویر تری مجھ کو خوش آئے تو جو نہیں جوتا ہی تو بھاتے ہیں وہ بھی  
 مردے تو جلائی ہو بہت صورت قیامت ہم خفہ نصیبوں کو جگاتے نہیں وہ بھی  
 اے مصطفیٰ تو نے جو غزل اور کہا ہے

کیوں طبع تری عرصہ میں لاتی نہیں وہ بھی  
 ہو راگ طبیعت میں سو جاتی نہیں وہ بھی  
 جگا دیا جکے موت آوے سو آتی نہیں وہ بھی



کیوں نہ ہو گر یہ میں اُلفت و مستانِ زیب  
خوشنما لگتی ہو آنکھوں میں خنابرات کی  
چشمِ گریاں سے دکا دے اپنے سادوں کی بھڑی  
مٹھنی تو دیکھتا ہو راہ کیا برسات کی

یارِ آباد ہو دیں گھر سب کے	بھری خطا لے کے نامہ پر سب کے
کس کے شرکاں ملیں کہ سنیوں میں	یک بیک چین گئے جگر سب کے
شب کی شب گلِ چین کے ہیں وہاں	برگ بھڑ جائیں گے سحر سب کے
ایک عاشق پہ القاف نہ کر	حال پر رکھ میاں نظر سب کے
حقین ہیں گر دو پیش ہمارے	گھر ڈوب دے گی چشم تر سب کے
ہم رہو پیچھے سب کے گرم رواں	بچے منزل پر پیشتر سب کے
میرے غورِ جنوں کی دہشت سے	بند رہے ہیں دن کو گھر سب کے
ہاتھ اٹھتے تھے پیٹنے کے لیے	تیرے کشتہ کی لاش پر سب کے
کیا دکھا دے صفائے طبعِ مری	جس جگہ ہوں خذف گھر سب کے
تھے جو سلطانِ کجسر و بر آخو	کئے برباد تاج زر سب کے
وائے دنیا کہ روتے پھرتے ہیا	خاک میں کا مہ ہائے سر سب کے

مٹھنی یہ جو میں امیر و فقیر

دل میں ہو موت کا خطر سب کے

لا دیا خط نہ کبھی جانبِ دلبر سے مجھے  
شکوہ اتنا ہی رہا بالی کبوتر سے مجھے  
لعن تھا گرچہ بدخشان سخن کا نہ سے سر  
توڑ ڈالا فلکِ سفلہ نے پتھر سے مجھے

آہوں کے ستوں چرخ کو گر قہام نہ رکھتے  
 ہم نالہ و فریاد سے کچھ کام نہ رکھتے  
 تسخیر پری چہرہ تباں اس میں جو ہوتی  
 ہم مہر سلیاں پہ کبھی نام نہ رکھتے  
 بیتابی دل ہم کو سستاتی ہو وگرنہ  
 درد اذی کے باہر کبھی اک گام نہ رکھتے  
 جلدنا کوئی کیوں آگ میں دن رات جواگلی  
 یہ رنگ تو سے عارض گلستا م نہ رکھتے  
 گر مجھ سے مراد دل خوبان نہ برآتی  
 تربت پہ دیا میری سرشام نہ رکھتے  
 شکوہ ہو بھی مجھ کو ویران قضا سے  
 منہائی میں تو وصل کے ایام نہ رکھتے  
 بے صبری دلی تو نے سبک کر دیا اُس سے  
 کچھ روز تو ہم نامہ و پیغام نہ رکھتے  
 دندان ہوس تیز میں ناچار ہیں ان سے  
 ہم در نہ خیال شر حسام نہ رکھتے  
 جو گفت و نیا سبب خانہ خرابی  
 بہتر تھا حجب ہم فسر درد باس نہ رکھتے  
 جو جسم کہ لگتا تری شمشیر سے ہم تو  
 اُس زخم پہ مر ہم بے آرام نہ رکھتے

ہوتی نہ گدا مصحفی گر اس کی شب ہجیر

تکیہ کی طرح سر کے تلے جام نہ رکھتے

وجد میں لاتی ہو مجھوں کو ہوا برسات کی  
 کیا سیہ خیمہ ہو لیلی کا گنا برسات کی  
 دیکھنے میں کہو کہ آدے شاہد گل کا جال  
 ٹہیان بن جاتی ہو بڑھ کر حنا برسات کی  
 ان دونوں میں سخت ایند ادویے ہو درد فراق  
 یار بن صورت نہ دکھلا دے خدا برسات کی  
 رک طرف چپے ہو بجلی اک طرف کر کے تیر درد  
 کیا سیں دکھلاتی ہو ہر دم ہوا برسات کی  
 استخوان کشتوں کے اس نے آتش را کر دیئے  
 ارتوں سے راہ دیکھے قہار برسات کی  
 ہم یہ کیا کیا آفتیں لاتا نہیں باران شگ  
 یہ مصیبت کے تئیں جانے بلا برسات کی

وہ زخمِ ملامت مرے سینے میں لگے ہیں      فرصت نہیں نامح کے تئیں جس کے رخسے  
کیا دشمنی ایسے سے کرے کوئی بتا دو      جو جان بھی رکھے نہ دریغ اپنے عدد سے  
اب شیشہِ ساعت کی طرح خشکی کے بہت      گریہ کی جگہ ریت نکلتا ہے گلو سے  
ٹلک لیکے ہلاتے ہی اکھڑ جاتے ہیں ٹانگے      اب چاک جگر ہم نہ سلا دیں گے رخسے  
اے مصطفیٰ ہم پالتے پیری میں شیریا  
آتا جو نصیبوں کا جگنا ناہیں تجھ سے

جو چور کہ یوسفؑ کی کرے چاہ میں چوری      مشکل نہیں کرنا اُسے پھر راہ میں چوری  
دل بھید میں زلفِ درخِ جاناں کے ہواگم      کی حُسن کے سارق نے شبِ ماہ میں چوری  
خزگان کو تری یاد ہی فنِ کیسہ بڑی کا      کرتے ہیں وہ ہر ایک گزر گاہ میں چوری  
دل ہی کی قسم کھا دے ہو کیا جھوٹ تو بہرہم      بیکڑی ہو میں کافر تری دانش میں چوری  
ہر سال نہ یہ لونڈ کا کُتلا ہے مہینہ      کرتا ہو فلک لوگوں کی تنخواہ میں چوری  
اے مصطفیٰ جب حُسن کا ہو اس کے یہ عالم

کیونکہ نہ سادے دل آگاہ میں چوری      کیونکہ نہ سادے دل آگاہ میں چوری  
جب اس مرسلت پر وہ مہرباں نہ ہو      قاصد کے پیچھے کیونکہ قاصد رواں نہ ہو  
باہم کی یہ خصومت کب تک رہے گی باہم      باہم نہ ہو دیں اک دن یا آسمان نہ ہو  
تب تک ہی زندگی کا دنیا میں بس مزا ہو      کوئی کسی کے دل پر جب تک گراں نہ ہو  
اس صبح سے موت قدم رکھ ٹھوکر لگے ہو  
ٹلک پوش رکھ کسی کے جی کا زیاں نہ ہو

کم نہیں دیوارِ تہقہ سے یہ پردا شرم کا  
 ہجر کی شب مضبط کرتا ہوں بہت میں رہ آہ  
 اب تو آسن مار کر بیٹھے ہیں واں ممکن نہیں  
 چھوڑ دے گلزارِ ہستی کو تو اسے مرغِ چین  
 جاویں کیوں سوئے عدم زردارِ بادستِ تھی  
 ہم گدا بیٹھے ہیں جہم کو اب بہت دشوار ہے  
 نقشِ پا کی طرح ہم اُس کو میں کیوں ٹھہریا  
 مصحفی جو سر میں حبیب پاسا ہی کرتا ہوں کی

تو ہی پھر بتلا کہ رنگ اپنا کہاں اٹھ سکے

گشتے تیرے باز آئیں نہ ہرگز تنگ دوسے  
 سیرِ اے ایک لحظہ تیں روئے نگو سے  
 لیتا ہو کوئی ظلم کے معشوق کے بدلا  
 اس بات کو سن کر مجھے اکاٹھے ہو تیرت  
 سجدے میں بھیجے ابی مجھ سے ہوئی ہو  
 سختی سے دلی یاد کی ڈٹے نہ مرادلی  
 از بسکہ ہوا بیاں کی خوش آئی ہو اُسے آہ  
 اس مضبط کے صدقہ ہوں کہ مجلس میں تباں کی  
 ماہی کی طرح میں ہوں وہ مذبح کہ ہرگز  
 سر کاٹ لے کر تو تو تھیں راہ گلو سے  
 عاجز ہوں بہت دیدہ بخت کی خو سے  
 ہم کینہ کشی کیونکہ کریں ایسے عدد سے  
 اُمید کسی کی جو بر آتی ہو کب سے  
 محرابِ نقشِ ہی مرے سر کے لبو سے  
 صحبت کبھی بنتی نہ سنی سنگ و سب سے  
 چلتا نہیں عاشق کا جنازہ ترے گلو سے  
 نالے کو نہیں حکم نکلنے کا گلو سے  
 خنجر کے تئیں رابطہ نہیں جس کے گلو سے

دے دے کے مجھ کو جامِ شکستہ ساتی ہو نیم  
 ظنِ دوائے مردم بیمار توڑیے  
 جامِ جہاں نما میں یہ عالم کبھی نہ تھا  
 آئینہ پیشِ خوبیِ رخسار توڑیے  
 تاجِ ہونہ اس کو اور حسدِ دیدارِ ناگماں  
 شیشہ کو دل کے پیشِ خریدار توڑیے  
 پتھر سے حرفِ سخت نہیں کم ہی مہرباں  
 شیشہ کسی کے دل کا نہ زہار توڑیے  
 کرنے لگا نفس میں بھی پردہ کی یہ شوق  
 عیادِ بالِ مرغِ گرفتار توڑیے  
 رکھے نہ پاؤں قبر پر مردوں کے بیدھر  
 کالہ کسی کے سر کا نہ زہار توڑیے

ذیکے شرابِ لطف کا ساغر اے میان

آخرِ خارِ مصطفیٰ زار توڑیے

حالِ مجبوری میں کیونکر دلِ تباہ اٹھ سکے  
 زورِ کچھ ہو دے تو پتھرِ ناتواں سے اٹھ سکے  
 ہاتھ دامنِ تلاشِ این دہاں سے اٹھ سکے  
 اس سے کیا بہتر جو دلِ دونو جہاں اٹھ سکے  
 سیرِ گلشن کو ہم آئے تھے لیے ہم نے اٹھا  
 جس قدر دامن میں بھول اس گلستاں اٹھ سکے  
 کاکہ کی طاقت بھلا ہو کوہ کی کیونکر حریف  
 بارِ غم کس طرح سے آزرہ جہاں سے اٹھ سکے  
 قصہ گو یاں پاسِ خاطرِ پرستِ مت جاوے  
 وہ کو تم کو بھی حظِ جسِ دہستاں سے اٹھ سکے  
 کوئے قاتل میں جنازہ مت رکھو یا دروہرا  
 سخت مشکل ہو جو پھر ہرگز نہ واپس اٹھ سکے  
 گالیاں دہکھا کے اٹھ جاؤں گا میں رستہ  
 حاجتِ تیغ اس کو کیا ہی جو زباں اٹھ سکے  
 یہ نہیں کہتا سب کھول دے اس کا بدن  
 لے اٹھا بیباختہ پردہ جہاں سے اٹھ سکے  
 نازِ معشوقاں اٹھانے میں نہیں ہر اک کا کام  
 یہ نہ وہ پھیرے جو سیرِ دہستاں سے اٹھ سکے  
 مجھ سا ساجد گر کرے سجدہ تو لڑنے کے سبب  
 تاقیامت سرِ اٹھ کے دہستاں سے اٹھ سکے

خاک میں گولائے چرخ مجھ کو میں وہ غبار ہوں  
جو کہ کھو گیا نہیں رتہ اعتبار سے  
گر یہی سوز دل ہو تو جائے غبارِ اسیم  
بعد فنا بھی اٹھیں گے شعلے مرے مزاج سے  
ہوتی نہیں کیا کام ساتھ سے میرے یہ جد  
عقد بندھا تھا کیا مرا اس شب انتظار سے  
ہو اسی طرح سنگ پر کام میں ہوت کوکن  
آتی ہو تیشہ کی صدا اب تبیں کوہِ سارے  
ہو جو خوش آگئی مجھے مارے خوشی کے مصحفی  
نہ نہ اٹھا تمام شب پھولوں کے اس بارے

نالہ سے قصرِ چرخ جفا کا ر توڑیئے  
یعنی بنائے ظلم کی دیوار توڑیئے  
کیا زندگی کی کفر سے ہو جاوے مخلصی  
تاریخ کی اپنے جو زنا توڑیئے  
زندانی فراق کے دل میں ہو یہ خیال  
زنجیر توڑ چکے تو دیوار توڑیئے  
جینا ترا محال ہو ہر دم پھرک پھرک  
ناحق نفس کو مرغِ گرفتار توڑیئے  
لے مصحفی نہ سبب نہ زنا توڑیئے  
پتھر سے اپنا ہی بُت بندار توڑیئے

اسکاں نہیں رہائی کا اس سے کسی طرح  
کیونکہ ظلم گنبدِ خود ار توڑیئے  
وہ ہاتھ ٹوٹ جائیو یا رب شب وصال  
جس ہاتھ سے گلے کا ترے ہار توڑیئے  
لے دستِ آرنیکے نہ تاراں گلستان  
گل ہو جو سو گھنے کے سزاوار توڑیئے  
جس ہار میں کھیلے ہی نہ چین چین گُل  
پتا بھی اس تین کا نہ زنا توڑیئے  
پھیلایئے نہ دستِ طلب اس کے سامنے  
جس نعل سے نہ شاخِ ثمر دار توڑیئے  
مرغِ اسیر مرضی صیاد ہے یہاں  
اس رات بھی دم نفس ہی بی ناچار توڑیئے

آتی ہو ریا کاری زیادہیں بھی  
پاکھنڈ بہت ایسے تو ہیں یادہیں بھی  
کیا شکہ کریں چاہے زنداں میں کمی کے  
تو نے تو ڈوبیاد دل ناشادہیں بھی  
صد شکر میسے قیام میں ہمراہ سیران  
کرنی نہ پڑے سنت حسد یادہیں بھی  
کچھ اتنا بڑا کام نہیں سر سے گزرنا  
دو پے جو خدا ہمت نسر یادہیں بھی  
ہو دیں گے ہم آواز ترے ہو سگم گلں میں  
رہنے دے یہاں مرغ چین زادہیں بھی  
لے مرغ گرفتار نہ کو شہ قفس میں  
کرنے دے کوئی زمرہ نسیا دہیں بھی  
گو چھوڑے سبیز کو گناں یہ نہیں پڑتا  
عیاد کرے قفس گل آزادہیں بھی  
سب کہہ چکے حال اپنا کسی روز ملے گی  
سرگوشی کی رخصت ستم ایسا دہیں بھی

لئے مجھی اس گل کا اگر گوش خراں ہو

گو ہو دے میں طاقت فریادہیں بھی

عدمہ معذرا اند کوئی گستاخاں یہ ہو  
پھر برق کی نظر سحر کے آستیاں یہ ہو  
ہم مرے ہیں اس پہ بھی جا آئیں حجاب  
گستاخاں ناز بتاں امتحاں یہ ہے  
جوں نقش پاؤں میں پہ پڑے ہیں تو کیا ہوا  
عریاں تنوں کا تیرے دلع آساں یہ ہے  
کر لے حوائی پاؤں تو اپنے کہ اب تلک  
خون شہید نازہ ترے آستیاں یہ ہے  
دیکھا ہو کس نے غنیہ فقیر کو کھلا  
تمت شگفتگی کی غبت اس دہاں یہ ہے

ہاں اس کا کچھ قیام تو نہیں جو چرخ سے

ظلم صریح مصطفیٰ نا تو اں یہ ہے

دل نہ جلا کسی کا ہو زمرہ ہزار سے  
بوسے کتاب سبقتہ آتی ہو لالہ زار سے

دیکھ اس کی تنگ پوشی کہتے ہیں اہل گلشن غنیمت کے بر میں ایسی چسپاں قسبانہ آئی  
کل نرم ز ابدان میں وہ مغنیہ گیا کھتا اس کی نگاہ کس کو تہمت لگانہ آئی  
ہمتی سے جانے والے ایسے گئے عدم کو

اس قافلہ کی ہرگز بانگ درانہ آئی

ہوسم ہوئی ہر دن آئے ہیں رنگ اور رنگے ہم سے تم کچھ مانگنے آؤ بہانہ بھاگ نک  
دیکھ کر چوٹی کو اس کی اہل دانش نے کہا کس طرح بچتے ہیں کاٹے ایسے کالے ناگ کے  
لال لالی آنکھیں شفق سیا شام کے سرچٹا ہم میں پیر چرخ دیوانہ تری پیراگ کے  
بازی پیرا ساں سے ہم تو پاسکتے نہیں کیوں مقابل کر دیا طالع نے ایسے گھاگ کے

پتیوں بن بیٹھی کے آتا نہیں اب ان کو حین

کھانے والے مصحفی جو تھے چنے کے ساگ کے

شیخ ابرو کے تصور میں نہ ہوں جوش کرے موت کو اپنی کوئی کہہ نہ فراموش کرے  
گر دہستی کا جو نور شید کو روش کرے چاہیے نطق پہ مہر لب خاموش کرے  
شعلہ شمع سے کچھ کم بھی نہیں آتش عشق دن کو ہلت دے تو آتش کو بدلتی کرے  
حشر کے دن بھی نہ شربت سے اٹھے وہ مردہ بہشتی سبزہ خط کی جیسے ہیوش کرے  
بار منت کشا خلق ہی اک کوہ گراں کاش اجل آکے مجھے اُس سے سبکدوش کرے  
دوستان یہ بھی مقدر میں لکھا تھا میرے جس کو میں یاد کروں مجھ کو فراموش کرے

مصحفی یہ تو گرے پڑتے ہیں پھر پیر مغاں

تاکے خاطر زندان سب کو نش کرے



سے لے تو لے دوں شمشیر اجل سسر میرا  
اس مسافر پر تو گھٹریا یہ بہت بھاری ہے  
کیونکہ بے جرم کہاویں کہ نسب میں اپنے  
مندرج خلقت آدم سے گنہگاری ہے  
کس کے دامن کی طرف اس کا خیال آیا آہ  
جو گریباں سے مرے ہاتھ کو بیزاری ہے  
درد دل کا نہیں ہوتا ہی مسیحا سے علاج

مصحفی یہ بھی عجیب طرح کی بیماری ہے

ہر شعر تراکش دیوان ولی ہے  
اے مصحفی تو اپنے نصیبوں کا بلی ہے  
آنکھوں میں بھرے ہی مری کمبخت کا رونا  
میں کیا کہوں کس داغ سے شب شمع جلی ہے  
اُن سوزن مرگاں کا میں نموں ہوں کہ جس کے  
گودی ہوئی سینے پر مرنے نا د علی ہے  
وگس سے یہ کہو کہ طرف اس کے نہ دیکھے  
بادام کے سایہ میں تری آنکھ بلی ہے  
ایا تھا نہانے کہ چو دریا پہ وہ بانسکا  
لہروں میں بہم کتے ہیں تباہ راجلی ہے  
بھاگا ہو بے پاؤں وہ ہیں بزم سے تفتہ  
اُس گل کی جو موتے میں کبھی آنکھ چلی ہے  
سینہ سے نفس نزع کے دم جل نہیں سکتا  
ٹمک کیجیو نظر اس کو یہ کیا تنگ لگی ہے  
کیا مصحفی خستہ سے مانگو ہو کہ اس پاس

نر شاہوادل جیسے سپاری کی ڈلی ہے

بیچارے دل پہ کیا کیا اپنے بلا نہ آئی  
حسرت رہی کہ ہے اس پر قضا نہ آئی  
کیا موح گل نے اُس کو نہ سنجیر کر رکھا ہو  
گلشن سے جو نفس تک با و صبا نہ آئی  
بہم سے ہی ہر طرح کا پروا رکھا ہے تم  
ازدول کو منہ دکھاتے تم کو حیا نہ آئی  
تھپڑا گئیں جن میں ترس کی گڑبہ آگئیں  
پریش کو اس کی تو بھی با و صبا نہ آئی

رزق مقوم یہ ایک چند قناعت کیجئے  
 نیم نان کے لیے کس کس سے سماجت کیجئے  
 میں غلش دوست بہت آبلہ پا اپنے  
 جی میں آتا ہو کہ کانٹوں کی زبردست کیجئے  
 آئیے جلد کہیں پردہ سے باہر آنے  
 صبر پر میرے نظر صبح قیامت کیجئے  
 چاک جیب اپنا نہ دکھائیے اس کو حساب  
 خندہ صبح قیامت یہ رعایت کیجئے  
 محنت بد اتنی بھی فرصت نہیں دیتا ہم کو  
 کہ کہیں جائیے اور سیر و سیاحت کیجئے  
 مصحفی گورہ گنیں آپ کو صاحبِ نرین  
 خوشہ چینوں سے تو کیا حرفِ حرکات کیجئے

ہاں مگر شیخ کی خدمت میں بھرے اپنا سوال

پڑھ چکے ہم تو کچھ اب آپ عنایت کیجئے

خوابِ غفلت سے جو را دیدہ عبرت کیجئے  
 سالہا اپنے تئیں آپ بلا مت کیجئے  
 طرفِ سلسلہ زلف کھنچا جائے ہو دل  
 کیونکہ پھر دستِ حنا بستہ کی معیت کیجئے  
 سو جفا میں سہیں پر ہونہ نگاہم سے یہ کام  
 جی میں ہر چند کہا ترکِ محبت کیجئے  
 کوئی واما نہ پس قافلہ آتا ہو چلا  
 کہ صبا قافلہ دانوں سے کہ مہلت کیجئے  
 تلخ گوئی ہو بہت وضعِ تمھاری ڈر ہو  
 رفتہ رفتہ کہیں گائی سے نہ عادت کیجئے

مصحفی فاعلِ مختار وہی ہو تو ہبلا

قد ہما بتلا ہیں پھر کس سے شکایت کیجئے

نیک مرگاں سے مری یاس کاخوں طاری ہو  
 پھر مگر تم کو تمنائے دل آزاری ہے  
 یاد میں سبزہ خط کی وہ مواتھا شاید  
 سائباں تربت عاشق کا پوز نگاری ہے  
 پہنچے برقِ کہ سانیہ میں ترے ان ریزوں  
 نفسِ سوختہ خواہاں دردِ نگاری ہے

فضائے گلشن تصویر ہو غلسم ہماں  
کہ غیر خامہ نہیں جس کا باغباں کوئی  
رستم تو یہ ہو کہ ہو باغباں کی یہ مرضی  
نہ فصل گل میں کمرے سیر دہستاں کوئی  
خوش رہ تو کہ بزم بتاں ہو تجلے مسکیت  
اُسی پہ برق پڑی بول اُٹھا ہماں کوئی  
لحد میں بھی مری چھاتی کی سل رہا غم عشق  
کسی کے دل پہ نہ اتنا بھی ہرگز ال کوئی  
مگر ہو گور غریباں کی آج با مالی  
جو اس مقام میں لیتا نہیں غماں کوئی  
خیال میں بھیادہ عورت نظر نہیں آتی  
کسی کی شپس سے اتنا نہ ہو نہاں کوئی  
میں خاک مشق سخن معنی کوڑوں کہ مرا

رہا نہ زندہ زمانے میں ہنزاں کوئی

ہم سے الگ ہو غیر سے دل کو لگا چکے  
تب چیتے ہم کہ ہاتھ سے اپنے وہ تبا چکے  
ہملت علی نہ سوزن عیسیٰ کو ایک دم  
پھر سہ نہ بھٹ گیا جو گریباں سا چکے  
ایو اے غنبد گریہ کہ اس دم ہوئی شبہ  
دو چار اشک جب سر مژگاں پہ آ چکے  
وہ کف میں اس کے نقش کشاں تضائے تیغ  
و تکیہ تا مگلو مرا چہرہ بنا چکے  
ہم چھوٹ کر قفس سے ہوئے راہ میں شیر  
اب چھوٹے بھی تو ہیں جن آبا و پا چکے  
حالم اگر یہی ہو تمہارے حسرام کا  
تو خفہ گاہ خواب عدم سر اٹھا چکے  
کیا فائدہ ہو اتنی کشاکش نہ کیجئے  
اب آپا میرے ہاتھ سے دہن چھڑا چکے  
بس بس زیادہ برق سے نیچہ نہ کر کھمر  
ہم تجھ کو سبقتی لے لے آ زما چکے

قاتل کی آہ تیغ کے منڈی نہ ہوئیں کیوں

ہم گھر میں بیٹھے معنی گنگا نہا چکے

کچھ تو سبب ہوا جو پھرا اب تلک نہیں  
 دیا زمرے چین کے رہے کچھ نہ اس کو یاد  
 بے عزت اس کی بزم میں ہم اس سبب ہو  
 تھا جس پر ہمارے واسطے زانو پہ سر مرا  
 اب شکوہ و شکایت بیجا سے کیا حصول  
 کچھ میں یار کے جو گئے پھر نہ حل کے  
 قاصد کے انتظار میں یاں شام ہو گئی  
 بیکل خوش آ کے تہ دام ہو گئی  
 عزت ہماری اور دلی کو انعام ہو گئی  
 سو بار آ کے وہ تو لب بام ہو گئی  
 ہونی جو تھی سو اسے دلِ ناکام ہو گئی  
 ہم ناتوانوں کو تو زمیں دم ہو گئی  
 غفہ کے وقت اس کے کہوں کیا میں مصحفی  
 جو بات لب تک آئی سود شام ہو گئی

شخص ظالم کا تن لا غرنے اور ٹوٹ جائے  
 دائے ناکامی کہ میرا نالہ گزردن حرام  
 وصل کی شب سے گلہ گر ہو تو اتنا ہے مجھے  
 جانے حیرت ہو کہ ایسے دادی بے خاڑیا  
 بے نصیبی تیرے دیدانے کی ہو بھول میں  
 کام نازک ہو بڑا اس کا رگاہ صنع کا  
 خاک سے جیسے گلے خنجر بنے اور ٹوٹ جائے  
 جبریل آہ کا شہر بنے اور ٹوٹ جائے  
 تازہ بھولوں کا ترے زلیہ بنے اور ٹوٹ جائے  
 پاؤں کا ہر آبلہ پتھر بنے اور ٹوٹ جائے  
 نوک خار خشک یوں نشتر بنے اور ٹوٹ جائے  
 قطرہ شبہم جہاں گوہر بنے اور ٹوٹ جائے

ہست فانی کی انجی مصحفی یہی ہستی مثال !

جوں حباب بحر کا سا غرنے اور ٹوٹ جائے

کوہ نہ متصل گردش گل نغاں کوئی  
 نہ شاخ گل پہ رکھے اپنا آشیان کوئی  
 بیکل نکل کے چورہ رہ گئی نیام سے تیغ  
 مگر لالہ سزا دار امتحاں کوئی

سحر کوٹھے پر وہ پایاں شب متاب پھر تارا  
 دل بیتاب ہو مہمقل ٹائے حسن سنگیں دل  
 صفا نشیہ بہ تب آتی ہر سبب یاب پھر تارا  
 نہ موجوں کا تلاطم ہو نہ داں گرداب پھر تارا  
 جویوں بانی میں گر و نرس سیراب پھر تارا  
 بلا کر مصطفیٰ پر پھر نوازش کیجئے متاب

پریشاں حال ہو وہ اور بے اسباب پھر تارا

یار سے حلقہ آغوش ہو مسیبر خالی  
 کوئی دم دل تو میں دان بیٹھ کے گرتا مضر  
 ورنہ دیکھا نہ کبھی ماہ سے ہالا خالی  
 پس ہماریہ کے گر گھر کوئی ملتا خالی  
 رنگ کیوں چہرہ یوسف سے اڑا جاتا ہو  
 کس کے تانے سے ہوا لے یہ میانہ تراب  
 کڑھتی پھرتے ہیں سلو و خم و مینا خالی  
 اندر اندر ہمارا غسل تمستا خالی  
 داغ و خوار ہیں سے وہاں پاتے چوڑ خالی  
 نیم بسل ترے محشر میں تڑپتے پھرتے  
 لے اجل پھر تجھے آنے میں تالی کیا ہو  
 میرے مرنے سے نہ جیتائے گی دنیا خالی  
 یا الہی نہ کر کیوں کا ہو کیسا خالی  
 سر کو بک بک کے نہ کر اپنے سینا خالی  
 مصطفیٰ جس میں نہ ہو شان و ثناء خوش پوش

حسن معنی سے ہو جوں صورت و مینا خالی

یہ آرسی جو محدود آرام ہو گئی      انور ہشیم سے پرست کی کیا آرام ہو گئی

پھول چھائے مٹے لائے گودِ درمیاں پرالائے  
کشتہ ناز نہاں کی تیرے قبر فرشتے بھول گئے  
بے سر رشتے اکثر باقیں اب جو نظر آئی میں ہیں  
مصطفیٰ کیا خدام فلک اگلے سر رشتے بھول گئے

ہم محوِ محبت تھے جہلِ یاد کے تھی  
مرنے کی خبر اے دلِ ناشاد کے تھی  
ویرانے میں لا کر ہمیں وحشت نے بٹھایا  
سچ ہو ہوسِ خانہ آباؤ کے تھی  
نہ انو پہ بھکائے ہوئے ہم بیٹھے تھے سر کو  
پودا تری شمشیر کی جستار کے تھی  
تو قتل بھی کرتا تو نہ دم مارتے ہم تو  
فرقت میں تری طاقبتِ فریاد کے تھی  
رکھا تھا ہمیں اُس نے گرفتارِ قفس کو  
لے ہم و طنائے اُلفتِ صیاد کے تھی  
کیوں وحشت سے تو ہم کو گلستاں میں آیا  
لے عشق ہوئے گل و شمشاد کے تھی

بیدار کیا اس نے گراے مصطفیٰ ہم پر  
کون اس سے کہ حسرتِ بیدار کے تھی

پھر میرے اس کے یار و سیزاری ہو گئی ہے  
پھر عشق کی زیادہ بیاری ہو گئی ہے  
سینے کے زور سے بھی مو بھر نہیں آوے  
ان روزوں ہجر کی سل یہ بھاری ہو گئی ہے  
سوم غم کو اس نے مارا ہو شاید اُس سے  
جو آبِ تیغِ قاتلِ زندگاری ہو گئی ہے  
اُس آفتابِ رو کے نکلے ہی رو بود گر  
آٹھو کی بوند اپنی چنگاری ہو گئی ہے  
پلنے پہ دل گیا ہو جب ہم نے بیٹھے بیٹھے  
سازِ سفر کی دو ہیں تیار ہو گئی ہے

اپنا بھی مصطفیٰ دل اس سے کنارہ کش ہو  
جس دن سے دخترِ روزِ بازار ہو گئی ہو

صرع والے کی طرح طاری ہو مجھ پر بخودی  
تشنہ کامیاب نظر آوے اگر پانی مجھے  
بہرِ مردن بھی نہیں رہے سگرتے اہلِ جاہ  
تختہ گاہ قبر ہی تختِ سلیمانی مجھے  
مشائے گودِ راہ ہوں میں رکھتے شمسیم  
دو شا پر اپنے لیے پھرتی ہو دریائی مجھے  
ملفت ہوتا ہو کب صیاد میرے تالی پر  
بیاغشتانی اس کے آگے ہو پریشانی مجھے  
خون شپکے ہو مرے نزدیک سے مصحفی

کھیا کہ اوڑھے اپنی عبیرت خانہ مانی مجھے

سرگندھا اس کا دل بس کفر میں لاثانی ہے  
مانگ جو اس پہ ہو زنا رسلیمانی ہے  
عقدہ ہستی موم سے کام اپنے میں  
جب بند زنج گیارہ لہ لگی پانی ہے  
حشمتِ مستحق کے رونے نے ڈیریا مجھ کو  
آبِ بادم میں شستی مری طوفانی ہے  
طائرِ روح کے کترے نہیں صیاد نے پر  
امرق سے نفس تن میں یہ زندانی ہے  
جادوہ راہِ فنا ہے دم شمشیر سے ممان  
سنگِ رہ اپنا مگر اپنی گراں جانی ہے  
مجھ کو کہہ میں نہ لے جاؤ میں ہوں کافر سخت  
شمعِ ساں گرم زبانی سے نہ باز آئیں گم  
سجدہ بُت ہی سے خود مری پشیمانی ہے  
نفسِ گرم کی تاسلہ حبِ ثانی ہے  
مصحفی سے کوئی لوگوں ہر مقصد کا مُشرخ

کئے مطاوب کی خاک اس نے بہت بھائی ہے

حشر کو اے جوہرِ منہ میں تو سیرِ فرشتے بھول گئے  
حسن اے کہے ہیں تیں کو دیکھ کر فرشتے بھول گئے  
حد سے تجاوز کر گیا آنورنگِ فندقِ بحرِ کاشب  
آپ مگر جوڑوں پر اپنے باندھنے رشتے بھول گئے  
کچر تو زگل کھانے کا دہنوں سے پایا ہوسے گا  
لالہ سانگی سیر جو تیرے غم کے رشتے بھول گئے

گستاخیوں سے اپنی نہ ہوں کیونکہ مشغول وہ جو ترے خیال سے سب لب لباب رہے  
ہم صاحبان صبر سے ڈھونڈھونڈ اختلاط عاشق سے ہو سکے ہو کہ پاس ادب رہے  
کیا زندگی کا لطف ہو پھر نیم کو مصحفی  
تھر خدانہ ہو تو تیاں کا غضب رہے

ہر ایک گئی ہو دیدہ خونبار دیکھ لے بلیں ذرا تو رونق گلزار دیکھ لے  
ڈرتا ہوں میں نہ عمر عمر کے کوہ کن تنگ بائے جنوں اگر وہ کسار دیکھ لے  
قد حیات سے نہ رہائی ابھی تو مانگ لطف نفس تو مرغ گرفتار دیکھ لے  
جان بہ لب سسیدہ یہ کیا صندراب ہو رد ملک تو راہ قاصد دلدار دیکھ لے  
بیل ابھی نہ میری فتاں کی حرفت ہو دو چار نالے کر کے تو منقار دیکھ لے  
نڑپے میں خاک دنوں میں ترے رو برو منم کیا کیا شہید حسرت دیدار دیکھ لے  
موقوف اپنا کام نہ رکھ دست غیر پر اب اپنی منبت تو دل ہمیں دیکھ لے  
پٹنے میں تیغ کی بھی یہ خونریزیاں نہیں کیا کیا اجل گرفتہ نہ رستار دیکھ لے  
وہ شورش پھر گیا ہو اگر شجہ سے مصحفی

بیل تو بھی کوئی اور طر حدار دیکھ لے

امشی دیتی رہی تسلیم لسانی مجھے آہ کام آئی نہ کچھ اپنا زبان انی مجھے  
م معشوقاں میں ہو پختیرے باعث آئینہ کچھ تو رکھلا اپنے جوہر تو بھی حیرانی مجھے  
خوگو عریاں تھی ہوں تیرے دیوانوں کی بچ ایک دن رسوا کرے گی بگڑیانی مجھے  
تا ذرا چاک نفس سے گل کو دیکھوں سرکال اتنی فرصت بھی نہیں دیتی پریشانی مجھے



دامن میں تخت دل کی شمار آت ہو چسکی      سمجھا دیا یہ کہ فصلی بہار آت ہو چسکی  
 اس بُت نے دیکھتے رکھا ہیں مُغض جھپا لیا      ہم سے دواغ نمبر و قمر ارکج ہو چسکی  
 سُرخ کا ہے یہ رنگ کہ ٹپکے جو جس سے خوں      یہ آنکھ آری سے دو چہ ران ہو چسکی  
 یہ ناز کی ہو ہاتھ میں اس کی تو پستِ پستان      سینے سے درد مندوں کے پار آت ہو چسکی  
 پھر زہنی آئی برق اُدھر از برائے سیر      کھیتی ہمارے دل کی جو تار ران ہو چسکی  
 کیا تجھ سے تال دل آوں مت پوچھ نہیں      اپنی کسی پہ جان نثار آت ہو چسکی  
 تیغ نگہ سے قتل ہوا اس کی مثنوی  
 قطع امید پرس و کنار آت ہو چسکی

دشتِ سرا میں دہر کی ہم دیر کب رہے      سو سال بھی رہی تو بس اک شب کی شب رہے  
 تیغ نگاہِ تیر ہو اُس تند خو کہ آد      پیغامِ نامہ برد نہ کہیں زیرِ لب رہے  
 تھی نزع کیسی شبِ مری حالتِ جو تاجر      بالیں پہ میری بے دست مے تیغ لب رہے  
 شاید کہ بعدِ مرگ ہو روزِ شبِ سال      ہم جیتے جمی تو دشمنِ عیشِ طرب رہے  
 از خوشِ نشتِ نگاں کو ترے کیا ہے امتیاز      ان بیکیں پہ لطفِ مہرِ عینِ غیب رہے  
 وہ دست میں چلا میں جہاں سے کہیں آتھ      کنجِ لحد میں جا ہے ساغرِ طلب رہے  
 دیکھئے شمعِ بزمِ جاناں جو مٹتے  
 مونی بھی ہو تو ہریش میں پھر اپنے کب رہے

شورِ جس کی تاب نہ تھی دل کو کیا کرنا      ہم قافلہ سے دور نہیں بے سبب رہے  
 اس بارغ کی ہوا کا نہیں مجھ کو اعتماد      تب جاؤں گا اب وہ گلِ دشمن کی حب رہے

سیر حین سے کام ہو کیا مجھ اسیر کو  
 آنے کا بندہ رہا ہو تصور یہ کس کے آج  
 کشتہ ہوں اس کے دست جنائی کا کھجیو  
 حسرت شہید ہوں نہ مرا ذکر تم کرو  
 جاگاہوں کتنی راتیں میں اسے شود روزِ شتر  
 یارانِ رفیقہ دور نکل گئے تو کیا ہوا  
 تبرید نے کیا جو اثر زہر مار کا  
 آئی ہو ساز و قفس کی ہوا مجھے  
 جنبش سے دل کی آئی ہو آوازِ پا مجھے  
 مدنون بہ زیر سایہ نخلِ حنا مجھے  
 وہ کشتہ میں نہیں کہ ملے خونِ بہا مجھے  
 سونے دے نیند بھر کے ابھی مت جگا مجھے  
 پیچھے نہ چھوڑ تو تو صدائے دریا مجھے  
 بچھٹائے میرے پار پلا کر دوا مجھے

وہ قدردانِ ظلم بتاں ہوں کہ مصطفیٰ

زخیم و گمراہی تیغ کا مرہم بہا مجھے

گلشن کی آرزو نہ حین کی ہوا مجھے  
 اُس راہ ہولناک میں میرا گزر ہوا  
 میں وہ نہ تھا اجل کو جو خالق سے مانگتا  
 پھر چھوڑنا پڑے گا جن تجھ کو بات مان  
 اتنا کیا ہوں دور میں خود بینی و مبدم  
 آپہی کمان و تیر ہوں آپہی نشانہ ہوں  
 اُس شرنگیں کا تا میں نہ ہوں باعثِ ملال  
 خوابِ عدم میں دیدہ و نگہ صفت میں تھا  
 معنی میں اس کے خاص ہم نفاظِ مصطفیٰ  
 میں خاکِ رہ ہوں پھیر نہ بادِ صبا مجھے  
 جس راہ میں کہیں نہ ملا نقشِ پا مجھے  
 دوں ہمتی نے میری بنایا گدا مجھے  
 اے عندلیبِ نغمہ سرامت سا مجھے  
 کرنی پڑی ہو اپنی ہی اب التجا مجھے  
 کسی نے کیا نشانہ تیر بلا مجھے  
 لاویں نہ کاشِ عرصہ میں روزِ جزا مجھے  
 نامتی گئی تو بادِ بہاری جگا مجھے  
 کم ہو جو اس غزل کا نو دیکھ صلا مجھے

ہائے رے لعل می ز یکے بوسہ کی صدا اس لطافت سے نہ شاخ گل سون ٹوٹے  
 کیا قیامت ہو کہ ہونٹ تھکے گل یوں تاراج ایک گلُ ستیجے سے نہ اسے مانگ گلشن ٹوٹے  
 حسرتِ شربت دیدار نہیں گئے مت پوچھ یوں نہ پیا نہ کمی کا دم مردن ٹوٹے  
 نونہلِ تنہا سے مرادِ ختم تو سی اسے تہہ رنج لطف کیا اس کا جو سوزن پس برون ٹوٹے  
 معنی بہم کہ گدا نکبت طالع نے کیا  
 اب نہ کہنا ہو نقیری کا نہ سرن ٹوٹے

جب دورِ حیرت اہل نصیبت سے باج لے کیا نام عشق بھر کوئی عاشق مزاج لے  
 مستغنی المزاج ہیں دے ہم کہ عمر بھر حاتم کے سامنے نہ گئے احتیاج لے  
 جادوے اگر حین میں ترے پیرن کی بڑ چاہی ہے وہ نسیم صبا سے خراج لے  
 آدے نامکنت ہے اگر طسبع روزگار کیا دور ہو جو سنگ سے کار زجاج لے  
 کہا جانے کل جیون نہ جیوں تیرے بھر میا لیا ہو دل تو اس کو مری جان آج لے  
 لشکر کشی پر آوے اگر بادشاہ عشق! دارا سے تخت! بزرگمدر سے تاج لے  
 خواہانِ نقدِ دل نہ دہا کوئی معنی

جاؤں کہ عہر میں یہ درم بے زواج لے

جور و زبد کہ چاہے فلک تو دکھا مجھے ہو سچ تو یہ کسی سے نہیں کچھ گلا مجھے  
 جاکر عدوت میں قطرہ نہیاں گہر ہوا زندانِ تن نے اور ہی بخشی صفا مجھے  
 تختِ شہی سے کم بھی نہیں تختِ بویا درکار کیا ہو سایہ بالی ہر سما مجھے  
 رنجِ سہالی سے تو کوئی دم اماں لے سونے دے اپنی نیند جو دست دعا مجھے

لشکر گل پہ جو فوج دی و بہن ٹوٹے      کیوں نہ غم سے کمر مالک گلشن ٹوٹے  
 شیشہ آبلہ جوں توڑے ہیں تو نے اس طرح      خار صحرائے جنوں تیری بھی گردن ٹوٹے  
 تب جگہ پاؤے تو صحبت میں خدا دانو کی      جب یہ خود بینی کا بُت تجھ سے برہن ٹوٹے  
 منتشر کیوں نہ ہوں دُور ہائے معافی جہنم      رشتہ نظم کلام بُتِ الکن ٹوٹے  
 دخل بیجا کی نہیں اہل صفا کو برداشت      وہ ہی تازک ہو جو موتی دم روزن ٹوٹے  
 ہیں مرے آبلہ پایہ الم دوست کہ ہائے      خار اگر اُن سے نکالوں سر سوزن ٹوٹے  
 پائے تر بہ راہ دوستی میں فلک کے نقصاں      صد مہِ مشت سے جب بیضہ آہن ٹوٹے  
 مصطفیٰ اب وہ غزل پڑھ تو کہ سن کر جس کا

دوست سب شاد ہوں اور خاطر دشمن ٹوٹے

جس کے رُخ سے درق عصمت گلشن ٹوٹے      مٹی لب سے نہ کیوں روزہ سکون ٹوٹے  
 آرزو ہو کہ پس از مرگ مرا کا نہ سر      اُسی سفاک کے زیرِ سیم تو سن ٹوٹے  
 ایک شیشے کا گلا اس نے نہ رکھنا بت      یارب اس مختص بہ شہر کی گردن ٹوٹے  
 مر رہی کیوں تری دیوار کے نیچے نہ کوئی      دل میں جب حسرتِ نظارہ روزن ٹوٹے  
 سخت دشوار ہو پاس تل شہریدہ عشق      تجھ سے پیشہ مباداے بُت پرہن ٹوٹے  
 کیوں نہ سر پیڑے مری لوح جو ماتم میں مرے      ہاں اُس گلی کے گلے کا دم شیون ٹوٹے

مصطفیٰ یارب کا کیوں بھی گلہ کرتا ہے

کیوں غضب تجھ پر نہ لے عقل کے دشمن ٹوٹے

دم اسیروں کا نہ کوئی کرم شیون ٹوٹے      اُن کے آگے جو پر طاہر گلشن ٹوٹے

مصطفیٰ قافیہ میں اس کے بہت دور نہیں

اس زمیں میں تو اگر پھر بھی غزلخواں ہو

تازینت آستانہ ہوئے عرضِ حال کے  
نقاش اُس کا خاکہ ابرو نکال کے  
ہم مثل مہرِ صرف ہوں کیا عرضِ حال کے  
لاتے نہیں زبان پر ہم اس کی کمر کا ذکر  
تیغ نگاہِ خویش نے جاتے ہجا باغ میں  
کیا اس کمرے پھر رگِ گلِ روشنی کرے  
تھپتے رہی ہیں ایسے ہجا ہمراہِ عاشقان  
دشتِ شبِ فراق کی کس سے بیاں کروں  
پیری کے باعث اتنے قوی ہیں خلل پذیر  
ان سے بھی میرا دومی دشت نہ مل سکا  
حاصل ہو یاں جنہیں انا لیسے کا مرتبہ  
کیا جانے ڈال رکھی ہو کس رشکِ مہر نے  
نگِ جنِ وہ ہوں میں کہ تربت سے دیکر آہ  
وہ ناقول ہوں میں کہ لاشہ کو میرے آہ  
نقطوں سے خیال لب کے ترے دیکھتے ہیں غال  
لے مصطفیٰ ہو نقطہ و خط ہم کو خطِ خیال

جوں پستہ یاں سیئے ہیا رہی لبِ لب ال کے  
کرتا تھا شامِ عبید مقابلِ ہلال کے  
لب ہی نہ ہوں جب اپنی زبانِ بڑال کے  
بن بن کے دل میں ٹپٹے ہیں نقشِ خیال کے  
کیا کیا ورق اڑائے نہ پھولوں کی ڈھال کے  
مغرور ہو جو بارِ نرا کت سنبھال کے  
بھگڑے چکے بھی ہیں کہیں ہجرِ وصال کے  
تاری ہی ہم کو ہو گئے دیدے غزال کے  
پاتے ہیں ہم کمال میں نقصانِ زوال کے  
رہ رہ گئے غزالِ زبانیں نکال کے  
انچے گلے میں سوتے ہیں ہاتھ اپنے ڈال کے  
زنجیرِ زلفِ پاؤں میں روزِ وصال کے  
جاتی ہو باو صبح بھی دامنِ سنبھال کے  
ساحل پر پھینک دیوے ہو پانیِ حبال کے  
اس فن میں معتقد نہیں ہم دنیا نیال کے  
ہم کس لیے فرقیہ ہوں خطِ خدا کے

اس کے جگنو کی چپکڑی سے ابھی بھولی تھی کیوں جلاتا ہو تو لے کر مک شتاب مجھے  
 اس سکونت کا تو خاطر سے خلل مٹ جائے کاش سیلاب بناوے دلِ تیتاب مجھے  
 میں صفا بھر کی اسے مصطفیٰ کب پاتا ہوں  
 تیرہ بختی نے دیا رتبہ سیلاب مجھے

جس کے شریاں میں فرو نشتر مرگاں ہووے اُس کا ہر قطرہ خوں کیونکہ نہ قصاں ہووے  
 کیا ضیافت میں کروں اسکی بغیر خوشِ خاں ہووے  
 سیرِ بربت کی تو تفسیر محرم میں نہ کر  
 اس خوش شاہ دگدا خاکیں ہو جاتے ہیں ایک  
 حسنِ چالاک چھپائے سے کہیں چھپتا ہو  
 اتنی عشرت کا ردِ اوار نہیں چرخِ افسوس  
 یہی خطرہ ہو دمِ نوح کہیں خونِ مرا  
 دلِ صددِ داغ لیے جاؤں ہوں میں دیا سے  
 روزِ محشر تو تو اے نیرگی بختِ سیاہ  
 ایسے دیوانے سے پرہیز ہو بہتر جس کا  
 مجھ کو مرنے کی نہیں اپنے خوشی کیا حاصل  
 شمع کی طرح بٹھا دیوے گلا کو یک سر  
 ناتواں ایسے کو کیا فائدہ بحرِ نازِ بخیر  
 اپنے کھڑبے سے تو پردہ کو اٹھانے جوں ہر  
 اُس کا ہر قطرہ خوں کیونکہ نہ قصاں ہووے  
 آفتیانے کی مرے برق جو مہاں ہووے  
 یوں ہی رہنے دے کہ تا خاک ہی کیاں ہووے  
 آدمی حشمتِ ظاہر پہ نہ تازاں ہووے  
 شعلہ فائوس سے بکمن نہیں پہناں ہووے  
 زخمِ تن پر مرے شکل لبِ خنداں ہووے  
 جسم کے خنجر پہ نہ رنگِ گلِ حواں ہووے  
 کیا عجب اس کا تہ خاک چراغاں ہووے  
 اتنا کیمجو کہ رُخِ مہر نہ عریاں ہووے  
 جادہ راہِ فنا چاکِ گرمیاں ہووے  
 لبِ افسوس کسی کا تہ دنداں ہووے  
 داغِ سینہ کا تو اتنا بھی نہ سوزاں ہووے  
 جس کو ہر نفسِ دہم خانہ زنداں ہووے  
 چشمہ آئینہ تا دیدہ گویاں ہووے

کس تیغ سیہ تاب سے ہو اس کو تقابل ہو ہاتھ میں شعلہ کے جو شمشیر دھویں کی  
 کیا بھاگے بے لے مصطفیٰ گل شمع کالے کر  
 لاتا ہی نہیں تاب جو گلگیر دھویں کی

مجھ کو دیکھ اس نے اگر بھونٹا خڑکائی ہوتی بات کوئی تو زباں پر مری آئی ہوتی  
 اتنی یوسف پہ نہ مرقی وہ اگر صانع نے تیری تصویر زمین کو دکھائی ہوتی  
 تیرے دانتوں کی چاک نے بگ خذہ ناز آب گوہر پہ تو بجلی نہ گرائی ہوتی  
 شمع لب میں جو نہ کرتا تو غضب لایا تھا رات نالے سے مرے آگ لگائی ہوتی  
 کیوں نہ لایا تو مرے خط کا جواب کا قصد کچھ نہ کچھ تو نے تو داں بات بنائی ہوتی  
 بے دہن کیوں تری تصویر کو لکھتا نقاش لب میں گر موج تبسم کے سمائی ہوتی  
 گرا جل داؤ کو میری نہ پہنچتی تو بھلا کس طرح دام تعلق سے رہائی ہوتی  
 پنچہ خار نے دامن کے کیے موڑ کڑے تھر تھا حبیب یہ گرا اس کے رسائی ہوتی  
 عکس تیرا تجھے آئینہ میں دیں گھوڑے حیف بے خود اس کو ذرا آنکھ دکھائی ہوتی

خوب سمجھا جو اسیری میں مو اُمر غرچن

بن دیے جان کے اس کی نہ رہائی ہوتی

غارِ ساں خشک زبانی پر جو دے اب مجھے کیوں کرے اگر کم تشنہ سیلاب مجھے  
 بخت رکھتا ہوت آئینہ بے آب مجھے دور بھاگے ہو اگر خواہش سیلاب مجھے  
 وہ نازی میں ازل کا ہوں کہ طفلی میں ام ناخن شیر دہا حلقہ محراب مجھے  
 صورت دیدہ تصویر ہوں میں دار فتنہ سچ جو پھیر مری بیداری ہی ہو مجھے

اُس شاہدِ نہاں کا کشتہ ہوں میں کہ جس نے  
کھینچی ہو دو میانِ میاں دیوارِ زندگی سے  
مرے تو پھوٹ جاتے رنج و محن سے یاں کے  
مانندِ خضر ہم ہیں ناچارِ زندگی سے  
یہاں کی اذیتوں سے ازلہ کہ آگئی تھی  
کرتے تھے ہم عدم میں انکارِ زندگی سے  
جیسے اگر نہ ہم تو کیوں نہ تیں اٹھاتے  
کھائی ہو دل پہ ہم نے تلوارِ زندگی سے  
سچ ہو اٹھائے کہ ہر اک کی بے ادائیگی  
آتی ہو مستحقِ کرباب عارِ زندگی سے

لٹ رُخ پہ ہو وہ زلفِ گرہ گیرِ دھویں کی  
یا گرد ہو آتش کے یہ تھریرِ دھویں کی  
کوچ میں ترے آہنِ سوختگان سے  
ہر موج ہو باں گئی کشمیرِ دھویں کی  
اُس چہرہ گزنگ سے خط جس نے نکالا  
کھینچی دقِ شعلہ پہ تصویرِ دھویں کی  
آہنوں سے نکالے ہو لہوِ اشک کی جاگہ  
ہو مطیعِ خواہاں میں یہ تپا سیتے دیوں کی  
زندانیِ افسانہ کو تری شامِ حُبدائی  
بھیر آئی میاں دیئے کو قندیرِ دھویں کی  
بر باد گئی یہ نہیں تو اسے آہِ پریشاں  
سیدھی نہ کھینچی تجھ سے بھی تھریرِ دھویں کی  
قیدِ غم گیسو میں دوا میں تو پس از مرگ  
تربت سے مری نکلے گی زنجیرِ دھویں کی  
بجھ کر تری مجرم کا چرخِ سرِ تربت  
دیتا ہو لحد میں اُسے قندیرِ دھویں کی  
یوں آدہ ہو پیچیدہ مرے مارِ نفس سے  
صنعت سے ہو جوں ملک پہ تحریرِ دھویں کی  
مضنونِ دلِ سوختگان گر کوئی سمجھے  
پیدا ہو لبِ شعلہ سے قندیرِ دھویں کی  
کیا جی کو جلا یا مرے مانی کے قلم نے ق  
کچھ بات جو نکلی دمِ تحریرِ دھویں کی  
چہرے کی جاگہ آتش بے دودِ ستائی  
زلفوں کی جاگہ کھینچ دی تصویرِ دھویں کی



(۷)

آپ ہی تڑپ تڑپ کے ہم کام کر رہیں گے  
 خلق پریدہ کی سب نکلے ہو اس میں موثر  
 جاننا تو اس گلی میں آساں ہی پر ادب سے  
 ہر صبح کا سہ برکت نکلے ہو نورِ ریشاں  
 غور شید معرفت کو ہم کس طرح سے دیکھیں  
 گو حتیٰ پرست ہو تو تو دل لگانہ اس سے  
 مومن خطر کو ساحل سمجھے ہو عشقِ پیشہ  
 ہم شمع ساں کھڑے ہیں اور مصطفیٰ ڈاں ہیں

ذریعہ قدم ہو اپنی منزل نہیں تو کیا ہو  
 ہم صنم دم تر سے عشق کا بھر گئے  
 نہ ہر کھنڈ کیلید جا دی گئے ہم تو  
 جل گئے بھن گئے کٹ گئے مڑ گئے  
 دہم دم ہم سے تم بگڑو ہو کسی لیے  
 گر سنا ہم نے تم غیر کے گھر گئے  
 کشتہ ناز کا دلی ہوا کتنا خوش  
 آپ کے غصہ سے ایسے ہم ڈر گئے  
 تیر تر تیغ سے اُس کا چو جاہ تھا  
 خاک پر اس کے تم جب قدم دھر گئے  
 عشق کے کھیت میں سیکڑوں سر گئے

رات دن مصطفیٰ رووے ہے ابھر میں  
 اس بات تم یہ میاں کیا ستم کو گئے

از بک جی ہو تجھ میں میرا زندگی سے  
 بہتر تو مجھ کو مرنا اے یار زندگی سے  
 مر جاؤں میں تو ردنا میرا تمام ہووے  
 شاکا ہے میری چشم خونبار زندگی سے

لطف کیا عشق میں جینے کا جو جہل نہ ملے  
کٹ ڈال اپنا گلا آپ جو قاتل نہ ملے  
دوست و وفا قلم غم میں کوئی کیا لے کر ہائے  
یہ وہ دریا ہی کہ جس کا کہیں ساحل نہ ملے  
نوازشِ بے صل تو رکھتا ہوں بہت جی میں ملے  
کیا کروں میں جو مرے دل سے ترا دل نہ ملے  
زلفِ مقلوبہ کا جو اس کے قصورِ حب کو  
شام ہو جاوے اُسے راہ میں منزلی نہ ملے  
غضب ہو کہ مرقع سے جواں کے ہم کو  
درق حسن کوئی سیر کے مقابل نہ ملے  
مصحفی کہوں نہ ہو دشوار اُسے راہِ صلوک

مرد سالک کہ اگر مرشد کامل نہ ملے

ہمیا پروں سے صدفِ عشاق کے میدانِ خالی  
کس کہاں کشش نے کئے ترکش مژگانِ خالی  
نہوں دل بھرتے ہیں اس میں جو بڑے بچے ہوئے  
کبھی ہوتا ہی نہیں سانغِ رستاں خالی  
درد پہلو ہو مرا زخمِ طلب مانو کہسا  
سنگیاں اس پہ نہ کھچو اوطینیاں خالی  
مجھ تلک آئی جو نوبتِ شکِ نشانی کی  
تھامے زخم کے طالع میں شکراں خالی  
ایک جاتا ہی تو آتا ہی عوض اس کے اکاؤ  
کبھی ہوتی نہیں یہ منزلِ ویراں خالی  
سخت ہنگامہ ہے بچے ترے دوپانے کے  
سنگِ زریں سے نہیں ہن حلقاں خالی  
شیخِ قاتل کا بھی احساں نہ اٹھایا ہم نے  
پیشتر عبید سے ہم کر گئے زنداں خالی  
ہم کی عیاد نے دی نصرتِ پورا اس دم  
غنچہ دگل سے ہوا جب کہ گلستاں خالی  
مصحفی تجھ یہ مجھے آئے ہو غصتہ اب تو

اس قدر شغلِ عشق سے ہواں خالی

عارف کا دل چراغِ محفل نہیں تو کیا ہے  
سب کی رشتی ہو دل دل نہیں تو کیا ہے

گھر سے جب نکلے تو پھر کیا خیالی خانان  
خاکساری سے مرنے ہم نے اٹھائے ہیں بہت  
آبداری پر بہت آئی ہیں وہ بیان خود لب  
باغ میں جاؤں میں پوانہ تو گل کئے لگے  
زندہ جلید ہیں جو اس کی آب تیغ سے  
سمانہ عاشق کا گزار اس گلی میں ہو کبھی  
مصطفیٰ اس نظم کا رتبہ سمجھتے کیا ہیں یا ر  
دادوہ اس کا کوئی اہل صفاتاں چاہئے

ہچکیاں رونے میں گودو وہر لیتا ہی  
بعد آدم کے ملی دولت آدم مجھ کو  
پُر زے اڑ جاتے ہیں لاکھوں ہی گریبانوں  
وہ تو محروم ہی لیکن ترے نظارے سے  
نہیں بازار محبت میں حسرت یاد ریشل  
طاؤر دل کو نہ سینے سے نکالو یہ اسیر  
قبر پر جس کے دھڑے ہو تو قدم وہ مردہ  
ناز بائش کا مگر شوق ہو ہی گئی کو

مصطفیٰ گو کوئی بیگانہ ہو وہ خیر مثال

وہ ہیں روایات میں ایسا اسے کر لیتا ہی

کون زندانی الفت کی خبر لیتا ہی  
حق ہی اس کا جو سپرالی پدراست ہی  
نالہ حب ہاتھ میں دامن اثر لیتا ہی  
چشم عاشق کے مرنے بد زبان در لیتا ہی  
خام ہی بکھ کوئی کم یہ شمر لیتا ہی  
ٹک ہو اے نفس زحیم جگر لیتا ہی  
پاؤں اٹھا کرے ترے آگے یہ نہ لیتا ہی  
باغبان مومن اسیروں کے جو پر لیتا ہی

گرد ہر گل کے صبا ہوتی ہی صدمے سے تنویر  
چشم موسیٰ نہ یہاں تابِ تنجلی لائی !  
مجھ سے دیوانے کی سنتا ہی نہیں بات کوئی  
سرکہ اسے موج سلامت تو رہ سائل  
اس کی تصویر یہ کہو نہ پری مر جاوے  
مصفیٰ دیدہ انصاف سے دیکھے تو اگر

ہر غزل سحر چشم مرے دیوان میں ہی  
کچھ صبا کو چہ سے اس کے جو چھپا کر لے گئی  
میں اگر باں کے کشتی میں کبھی مٹھیا تو موج  
لے اہل شکم اکر دل کیا تجھ سے میں تو تو مجھے  
مجلسِ خوابوں میں میں کھو گیا ہوں کیا کہا  
تھا جو چشمِ باغبان میں تیرے عارض کی نصیب  
میں تو روٹھا تھا نہایت باغبان کیا کڑوں  
شب کی شب بزمِ جن میں رہ گئی فصل بہا  
میں تو مقتل میں نہ جاتا تھا وہ تیغِ آبدار  
مصفیٰ سر کی مرے سو گند کھا کر لے گئی

ہم کو کیا دم گرفتاری عزیزاں چاہیے  
تیرہ نجاتی کا بُرا ہووے کہ جس کے واسطے  
دوش پر بس کا کل خوابوں پریشاں چاہیے  
دشکر کی سنتِ شب ہائے ہجران چاہیے

بائی نہ شب میں بھی کچھ ہم نے تسخ  
 انوس کہ دیں دولت سیدار سدھاری  
 ہو آج نسیم سحر صبح سے غائب  
 شاید طرف مرغ گرفتار سدھاری  
 کیا سر کے ترے بال پڑے دیکھے مکر پر  
 نجلت سے عدم کو جو شب تار سدھاری  
 ہو روح کے کاندھے پہ گراں تن کا علاقہ  
 جس وقت ہوئی اس سے کبکبار سدھاری  
 میں بیٹھ گیا تنگ کے تو اہمت مکرول کی  
 کعبہ کے تئیں ہمراہ زوار سدھاری  
 لے مصحفی اب میں ہوں بس اند گوشہ صحرا  
 ہمایگی کا سرود ویند ار سدھاری

بنے جوڑا جو تو لے حور شہاں بھاری  
 پہلے رکھ لے مری تربت پہ تو اک سل بھاری  
 ہوں ابھی بیچ میں دریا کے یہ ڈرہ نہ کرے  
 میرے کشتے کو غم دوری سنا جل بھاری  
 حشر کے دن بھی ترا کشتہ نہ تربت سے اٹھا  
 لے چلوں بزم میں کیا اس کی سچے لے ہدم  
 تن کا یہ حال ہو بار غم دنیا کہ ہو جوں  
 اس ادا کا میں ہوں کشتہ کہ چٹری پھولونگی  
 مصحفی رات مگر باغ میں ڈالہ برے  
 ہو ترے ماز کی دست پہ تائیں بھاری

کان کو لگتی ہو آواز عسار بھاری

بن رہا جی پہ مرے مجلسِ خوباں میں ہو  
 ہر سرسیم یہ پروانہ چرمان میں ہو  
 نہ کنجاں کا ٹھکانا نہیں لگتا جو ہنوز  
 سر اندیشہ یعقوب گریباں میں ہو  
 آج پہلو میں مرے درد سا کچھ ہوتا ہو  
 دل کی شخص کا شاید ترے پیکان میں ہو

کوئے عشاق سے گزرا نہ وہ کافر و نہ لوگ رستہ کے بہ تھکید شہرا بی ہوتے  
 ماہ ہو بس پچا ہیں گو کہ نہ ہو دے خوشید زورہ کیوں ڈھونڈھے فرنی کی رکابی ہوتے  
 نیم رنگ اس کی حنا دیکھ نہ مرتے گھر ہم پھولی تربت کے ہمارے نہ گلابی ہوتے  
 مصحفی نالہ نموشی سے کیا میں نے بہ دل  
 تاکجا تار نفس تار ربابی ہوتے

بحث اس کے میرے وقت ملاقات بڑھ گئی باتیں ہوئیں کچھ ایسی کہ بس بات بڑھ گئی  
 بولانہ مرغ صبح نہ آئی صدا آئے آہ یارب شب فراق کی کیا رات بڑھ گئی  
 اصدا ج بھی ضرور ہو اب اس کی شیخ جی ڈاڑھی تمھاری قبلہ حاجات بڑھ گئی  
 پہونچے تھا اپنا دست پوس جس پہ گاہ گاہ وہ شاخ میوہ دار بھی مہیات بڑھ گئی  
 جس دن سے ان پہ پردہ پوشیدگی پڑا اس دن سے قدر عالم جنات بڑھ گئی  
 دیں گالیاں جو تو نے صنم اک غریب کو کیا گالیاں دیئے سے تری ذات بڑھ گئی  
 دے مصحفی کو نعمت و دولت تو لے کریم  
 تائب کہیں کہ اس کی اب اوقات بڑھ گئی

پردہ جو اٹھا رخ سے شب تار سدھاری آنکھیں جو کھلیں حسرت ویدار سدھاری  
 کو چہ ہی یہ کس کا کہ جہاں آتے ہی ناگہ پاؤں سے مرے طاقت رفتار سدھاری  
 ہمسایہ جو اس کا میں ہوا اگر یہ سے میرے برسات نہ آئی تھی کہ دیوار سدھاری  
 تھا لوح لب زمزمہ سخاں چسبن پر شب باغ سے کیا نرگس بیار سدھاری  
 مرتے ہی مرے ٹوٹ گئی ہو کے ڈوڑھے ایدھر میں ادھر آپ کی تلوار سدھاری

شاید نہا گیا تھا دریا میں وہ کہ جس پر  
گدہ راستی پر آئی چین چین نہ لیکن !  
وہ تلخ بادہ ساتی ساغر میں بھر کے لانا  
مے پیئے سے وہ غار میں کیا اذیت ہو گئے تھے  
کوئی گزرتہ دل کیا آیا تھا شب چین میں  
کیوں اب تیغ قاتل تو نے پیا نہ لے خضر

لہروں کے بیچ ! ہم تلو اور پہل سہی تھی  
اس پر بھی وہ نہ نکلی ابرو میں بوجھ تھی  
جو ہم کہیں کہ ہم نے ایسا کڑی نہی تھی  
اک ناز کی کی ان پر تہ سہی چڑھی ہوئی تھی  
دیکھا جو غور سے میں جو پھول تھا کلی تھی  
تجربہ کو عزیز ایسی کیا اپنی زندگی تھی  
بر بھی سے اس نگہ کی ہم مصحفی بچ آئے

مرنے میں کیا رہا تھا کچھ اپنی زندگی تھی  
لگے جو ہاتھ ہمارے نئی زمیں کوئی  
تو پکڑے ہاتھ کوئی کہنے آستیں کوئی  
نقاب ہر درخشاں نہ ہو سکے فداک  
جیسے ہی پردوں میں وہ روئے آستیں کوئی  
کہوں تو کس سے کہوں اپنا درد دل میں  
نہ آشنا نہ مصاحب نہ ہم نشین کوئی  
کئی ہر عقل مگر سپر خ بے مروت کی  
مُسا فروں پہ بھی کہنے ہی تیغ کیں کوئی

اپنے ہی واسطے بنیاد خرابی ہوتے  
طرح ادلی کی جو خلقت میں ہم آبی ہتے  
کاش اک شب ہدف تیر شہابی ہوتے  
وہ جو ہوتے ہیں فرغت سے بھول کے سینے  
آن کہ خضر و سج اپنے جوانی ہوتے  
عمر کی فوت کا ہم مرثیہ پڑھتے جب کبھ  
در نہ ہم شعیبہ روئے نفتابی ہوتے  
اپنی قسمت میں تو محرومی جادید تھی آہ  
کو کب بخت ہمارے جو شہابی ہوتے  
ہم کو دشوار تھا پھر روئے زمیں پر رہنا

چاہتی ہو یہی اک دم شمشیر نگاہ  
تشرعقوم پہ جوں خنجر برآں چیلے  
پاس ناموسا یہ خصت انہیں تھی کہ کھجوا  
داو خواہی کے لیے تادرسلاطین چیلے  
چاک دامن کو پتہ ہو گریباں سے کوئی  
تو یہ کہتا ہی کہ پھر سوئے گریباں چیلے  
قوت بازو کے قاتل جو مدد مسترنا ہو

زخم ہو کر بے تار راج شکاراں چیلے

بھارتی ہو اور اس پر اپنی خوش نصیبی ہو  
کہ ہر دوکان پر خالی دھری چوڑی تھپی ہو  
برائے استخاں یاں ہم بھی اک بیار لائے ہیں  
کریا صرف اس پہ جتنی ان طلبیوں کی طلبی ہو  
اوسہ کرتی ہے چوب گل سے دینے کو ہر تریا  
صدا ہر خدا یہ بھی کوئی طرز ادیبی ہو  
کہو اس شورش سے اور مل کو کھینچے ہر نظام  
تری زلف چلیا ہی ہیں خط صلیبی ہو  
گلہ کس کا کریں میاں مصحفی ہم ہجر کی شب میں

خود اپنی دشمن جاں آہ اپنی ناسیکی ہو

برق چمکی جو تین میں ترے رخا دیں سے  
جائگے مرغ چمن باغ کی دیواروں سے  
دوری گل سے مگر صدمہ نفس میں ہو نچا  
نہ اسیران کے ہر خون ٹپکے ہو منقاروں سے  
کتنے ناداں ہیں کہ اس انجن فطرت میں  
بہیشی مانگتے ہم آئے ہیں ہشیاروں سے  
غم بڑا یہ ہو کہ اس فضل ہمارا آنے تک  
کوئی جیتا نہ بچا تازہ گرفتاروں سے  
لیلۃ القدر کا فیض ان کو ملا ہو شاید

کوئی پوچھے تو شب ہجر کے بیداروں سے

اس کے خیال نے پوچھ مجھ سے صلح کی تھی  
صلح اپنے ساتھ مجھ کو اک جنگ زرگری تھی





تو زندگی ہی میں اب تنگ نیت بنٹی  
وہ تیرے آتے ہی کج لمحہ میں اٹھ بیٹھا  
ملا میں خاک میں یاں تنک تری جدائی سے  
خدا نے آدم خاکی کو خود کھیا گویا  
دلا تو گور غریباں کی جا کے سیر تو کمر  
نورا تو دیکھ تو فیض ہوا مے فصل بہار  
بنایا مجھ کو تبرک یہ عشق نے پس مرگ  
مرے مزار پہ جس دن سے رکھ گیا تو پاؤں  
ملا تنک اس کو غیر کفن کریں ہیں کہ ہے  
وہ تازہ گل جو نہیں مصحفی تو لگتی ہے

ہماری آنکھوں کو سیر گل و چمن مٹا

نسیم گل سے مجھے بوئے یا ر آتی ہو  
کیا ہو خاک کو نم اس کے اشک شبنم نے  
اکہی مجھ کو تو جیتا نہ رکھو اس دن کو  
قدم کو رکھ کے مری خاک پر وہ یہ بولا  
ترا بھی کیا کسی گل سے لگا ہو دل بچ کہہ  
یکس نے کھولی ہو دریا پہ کاکل بیچاں  
گیلا ہو کیا کوئی دشت جنوں سے آبلہ پا  
گلی سے کس کی یہ باد بہار آتی ہے  
چمن سے تب تو ہوا بے غبار آتی ہے  
سنا ہو میں کہ شب انتظار آتی ہے  
کہ اس زمین سے بوئے مزار آتی ہے  
چمن میں کیوں تو صبا بار بار آتی ہے  
جو موج دوڑی ہو بے قرار آتی ہے  
جو آج سُرخ نظر نوک خار آتی ہے

مصطفیٰ شعر سادہ کہنے میں!

وقت کا اپنے تو نفانی ہے

نقاش نے پہلے مرزا زنجیر نکالی      بعد اُس کے مرے پاؤں کی تلویر نکالی  
 لے نالہ کیا اور دل یا ر کو پتھر      یہ تو نے عجب طرح کی تاشیر نکالی  
 زنداں سے تو آزاد کیا عشق نے مجھ کو      لیکن نہ مرے پاؤں سے زنجیر نکالی  
 جب لکھنے پر آ یا قلم شوق نے اپنے      ہر لحظہ تھے رنگ کی تحریر نکالی  
 قاعدے مرزا مہ دیا اس کو تو میں      جو سطر پڑھی اُن میں بھی تحریر نکالی  
 فرقت میں رکھا چرخ جفا کا نہ مجھ کو      اچھی گنہ عشق کی نقدیر نکالی

لے مصطفیٰ سو بھی نہ ز لینا کو قباح

مجدد علی کی صورت تشریف نکالی

ایک دن وہ تھا کہ چڑھ آتی تھی تب آئینہ سے      یا نہیں فرصت اُسے اکہ دم بھی اب آئینہ سے  
 اس کو کیا کیا ناز و شوخی کی یاد ہیں یاد ہیں      روٹھ جانا منہ پھیرا بے سبب آئینہ سے  
 وہ دو چار حسن خوبی ہم دو چار یاں محض      روز روشن ہو گیا ہو اپنا شب آئینہ سے  
 سنگ دل کو اس کے اتنا موم کس نے کھڑا      ہو گیا جو اس اُسے لے میرے رب آئینہ سے  
 سنگسار ناز و خواہاں ہیں ہیں اب چاہیے      دل شکست کا کوس تاواں طلب آئینہ سے  
 مصطفیٰ جاوے خریداری کو گروہ شاہین

گنج زر پیدا کریں اہل حلب آئینہ سے

لباس جام ہیں بن صورت دین مٹی      یہ کس کے تھی لب میکش یہ پوسہ زن مٹی

پھر تیغ جفا ہم پر تم تیز لگے کرنے  
پھر دامن ترگاں ہم گلیں بیز لگے کرنے  
پھر دل سے لگا کرنے طوفان ہم آغوشی  
پھر اس کی جفا میں سب انگیز لگے کرنے

اے مصطفیٰ سن سن کہ ہر شام و صبح مجھ کو

طوطے کی طرح کہنے یاں ریز لگے کرنے

وہ کیا بے گاتے میں ہم آپ کیا بنے  
ٹھک درود دل پہ ہاتھ کو اپنے دھیر رہو  
سایہ میں گوہا کے بے اس کو تربیت  
خاک مزار کشتہ ترگاں ریا رہے

اچھا تو ہی تو اول پر درد مصطفیٰ

گر کاروان نالہ کشاں کا درابنے

زخم ہے اور شک نشانی ہے  
نقشیں اول ہی حیرہ یوسف  
دوستی و دشمنی حسانی ہے  
اور نوا چہرہ نقش ثانی ہے  
ہم کو اتنی ہی ناتوانی ہے  
شع کی وہ ہی کم زبانی ہے  
یعنی جو ہے سو کا روائی ہے  
نظم میں تیری جو روانی ہے

کیونکہ کہنے کے ادا بند ہی ہو      شاعری کیا ہو ہوا بند ہی ہو  
 کیونکہ ہم خون نہ رو دیں خستید      یار مشغول حسا بند ہی ہو  
 در یہ بیٹھے ہیں تیرے بے زنجیر      یہ عجیب طرح کی پا بند ہی ہو  
 نہیں پڑھا مرا نسخہ عطار      بسکہ مصروف دوا بند ہی ہو  
 شوق مضمون سے خار کرتے ہیں      شعر میں جن کے حیا بند ہی ہو  
 مژدہ اسے حسرت نظر رہ کہ دال      گرد حلیں کے ردا بند ہی ہو  
 ہر نفس تازہ غنزل کہتے ہیں      ہر نفس تازہ نوا بند ہی ہو  
 مصحفی شمر میں تو پاؤں ہیں

روز صورت کی اندا بند ہی ہو  
 تو ہے کہ نہ لے لے دل نا کام بھی ہے  
 باقی ہو جو کچھ درد تہ جام بھی ہو  
 دکھلا کے قصا دوسرے کچھ بولی  
 غارت گز خواب و خور آرام بھی ہو  
 یہ بے یار کھایا ہے مرا نام بھی ہو  
 ہاں صاحب غیرت کو تو دشنام بھی ہو  
 ہم جی بچا ہے کھیلین گے ترخاش میں  
 مدت سے جو رنگ شفق شام بھی ہو  
 کیا خون میں پڑ جائے ہو ریا کشتہ سے قاتل  
 میں مڑ سہا ہوا بول مرا کام بھی ہو  
 کیا غم ہی جو مارا بھی گیا عشق تباں میں  
 یعنی ترے پیار کا پیغام بھی ہو  
 قاصدا سے کہئے کہ دم ترغ تو آنا  
 آخر یہ کی جیب عمر تو تو یہ سمجھ اس کو  
 اے مصحفی خورشید لب بام بھی ہو

اُس کے کوچے میں سدا مجھ کو نظر آتا ہے  
 آٹھ آٹھ آنسو نہ کس طرح سے لئے سبب  
 جو علی میں نے کیا دور صلاحیت سے  
 ختم ابرو کا تصور جو کبھی کرتا ہوں  
 عکس تیرا یہی کہتا ہے سدا آئینہ میں  
 شرم الفت اسے کہتے ہیں کہ مرتے مرتے  
 پی ٹی پر دست جنوں جا نہ عریانی پر  
 بہتہ زلف کوئی رشتہ رزق دار کوئی  
 صبح تک تھا سبب رونق گلزار کوئی  
 چرخ پیدا تو کرے مجھ سا زیبا کار کوئی  
 مجھ پہ دوڑے ہو کوئی کھینچ کے تلوار کوئی  
 نیچے کرتے ہیں نظر طالب دیدار کوئی  
 حرف آیانہ بیان برباب اظہار کوئی  
 جب گریبان میں باقی نہ رہا مار کوئی  
 وہ بھی خود بے خبری میں ہی لے کیا غم ہے

کون پوچھے خبر مصحفی زار کوئی

دینے لگا جو مجھ کو شب وہ نگار بو سے  
 عاشق کی عمر از بس مشوقی میں کٹی رہی  
 جب پیاری پیاری صورت اس کی نظر پر  
 ترک ادب نہ ہو تو ہاں اسے قصور یار  
 اپنے دہن کو رکھیں ہم اُن لبوں پہ کیونکر  
 دو گالیں بھی جس نے ہم سے عزیز رکھیں  
 ہاں آگے آگے تو چل لیتا چلے گا پیچھے  
 گن کہ لیے ہیں اس کے لب کے ہزار بو سے  
 مانگے ہو اب تک اس کے خاک مزار بو سے  
 آتے ہیں دل سے لب تک ہو بقیہ ادب سے  
 تیرے لپٹ کے لیجے بے اخت یار بو سے  
 ہوتے ہوں مدعی کے جس سے دو چار بو سے  
 مشکل یہ ہے کہ پاویں ہم اس سے چار بو سے  
 نقش قدم کے تیرے یہ خاکسار بو سے

خصت طلب ہو سجدہ سے اب مصحفی مجنوں

پائے جنوں کو دے لے لے نوک خار بو سے

آئینہ پر نہ بلبل کے پڑا اک پھولی بھی  
اک نگہ نے تیری ڈالا سوسلمانوں پہ سحر  
زندگی میں وہ جو دیتے تھے غریبوں کو کفن  
کوڑھی کوڑھی کہتے ہیں گل کشور دلی کے بیج  
ہر ج نے جن کی کیا جا چرخ طاس پر قرار  
کچھ سیری میں ہیں پر داز یہ بھولی کہ تم  
کل تو نالے کو ہمارے خست لب بھی نہ تھا  
رکھ دیا خنجر گلے پر تنگ آ کر روز وصل  
نام کی فہرست کس کس کے لگی ہے باغبان

مصحفی افسوس اس آتش بانی پر بھی ہم

بزم خوابی میں حریف آب و مذاں ہو گئے

اس کے بھی دسیان پر نہ چڑھا رنگ شاعر کا  
یہ بھی نئی پند ہی لعل سخن کو چھوڑ  
ملکن نہیں کہ شہرت سعدی شاکس کے  
دم بند کر دیا مری تحریر کلاک نے

بے عقل تیرے حق میں کے کچھ تو مصحفی

تو یہ کچھ چڑھے ہی اسے ہنگ شاعری

شاہ حسن نرا ڈھنڈے ہی زردار کوئی  
حنس موجود ہی گھر ہو کے خریدار کوئی

اگر نہ تھا کفِ مشتاقِ نایب تر ادا من  
نکل گئی ہو یہ عینِ اُس کی پھر کہاں ساری  
ادائے شکر ہو جس گلِ کاتبِ مجھ سے  
بزرگِ خار میں جب بن گیا زباں ساری  
یہ کس غریب سے سراپا اُس پہ چکا ہے  
لو سے تر ہو خود طیرِ گلستاں ساری  
کیا ہو ذک کے بدلے در پیغِ یہ تو بہتا  
بھری ہو بخوں سے تری تیغ کو لیاں ساری  
لکھا اپنے اس کو جو گاہے تو پھر لیشیاں تو  
قلم تراش کے کاٹیں میں انگلیاں ساری  
یہ مصحفی کے غزل لکھی اس فصاحت سے

کہ جس پر گر گئی غمشِ بزمِ دوستانِ ساری  
قاضی کے سامنے گئے یہ دوستانِ لیے  
تاتل کے گو سے اُسے جو ہم نیمِ جان لیے  
مشتِ غبارِ عاشقِ بے خانماں لیے  
بھرتی ہو اس گلی اتاریں اب تک نیمِ صبح  
دو چار گل جو ہم نے بھی لے باغبان لیے  
آخر چمن تو لٹا ہو نقصان کیا ہوا  
میں اس کی شکل کے ابھی بوسہ کہاں لیے  
مانی نرکہ ورق کو مرقع ہیں صبرِ کر  
شہرِ عدم کو ہم گئے یہ ارغمال لیے  
دردِ فراقِ حسرت ویدار اپنے ساتھ  
سر پر سوئے بارہ ہم لے میکتاں لیے  
یاد آتے ہیں وہ روز کہ پھر تہ تیغِ دیر میں  
اک خار بن نے اس کو جگہ شاخ پر نہویں  
بلیں بہت چمن میں پھری آشیان لیے

باقی نہیں کچھ اس میں مگر طاقتِ سخن

بھرتے ہیں جسمِ مصحفیِ ناقداں لیے

مشتِ خاکِ گور سے دستِ دگرِ عیاں ہو گئے  
آہ کیا کیا آشنا آنکھوں سے نہاں ہو گئے  
ہجر کی شب جب ترے مجروحِ بکائی تو ہائے  
اُس کے دکھ دینے کو یہ تارے نکلاں ہو گئے



وہاں جس دن سے دکانِ حُسن کی تیرے گھر میں  
 اس کے بیار کے بالیں پہ پیشیاں ہوگا  
 روزِ نکاح کے ذرا جھانک تو لے تو اس کو  
 میں نہ سمجھا تھا کہ نالہ ہو ضعیفوں کا ضعیف  
 اگر کی نغش مقدس ہو کہ جس کے ہمراہ  
 مصطفیٰ چشمِ زلفِ اس سے نہ رکھو بکسرِ ہر

کوئی اس کا دلِ خو کر وہ بکھیں جاتا، ہی

گلین کو عرشِ رہی نہ نشین کے بوجھ سے  
 کیونکر گراں ہو روحِ رواں تن کے بوجھ سے  
 ہو لیکہ نا تو اس پہ تری زندگیاں وہاں  
 اشدِ ری نازی کا کہ جوابِ سلام کو  
 از لبِ معز میں ہو کے مسک چشمِ خلق میں  
 مقامِ عرشِ عظمتِ باری میں آسمان  
 مینے کا کہ نہ قصدمرے زخم کے مسج  
 بحرِ عدم کی تہ کو گیا ہے جہانِ عُم  
 اُس نے جو اں کو مصطفیٰ کنیہ پیکر اُٹھایئے  
 بوجھ اس کا اب زیادہ ہو چھپین کے بوجھ سے

سنائی اس کو جو میں اپنی دہستاں ساری  
 خوشی میں رات کٹی اس کی ہمدان ساری



اس کی کیا تعمیر ہو خود کب گیا ہو ان لوں  
 یہ دل دیوانہ ان پاؤں کی زنجیروں کے ہاتھ  
 جن گداؤں کے گئی ہو مغز میں بیجے طعام  
 دیدہ حسرت سے کہتے ہیں وہ کھٹکیر کے ہاتھ  
 کون سا پیکل نہیں سر و دب میرے خونیں  
 سادہ سادہ تو خنائی ہیں ترے تیروں کے ہاتھ

سائے تیرے وہ کس رو سے ہو یا رب بخش ہے  
 معنی کے منہ پر ہیں تجلست سے تفتہ نیر کے ہاتھ

اگر نہ تیغ سر تا کب بوستاں کاٹے  
 رگ حیات کو مستوں کی باغباں کاٹے  
 تیس وہ اسیر ہوں و تشی کہ جب بہار آئے  
 نفس کی اپنے بہ منت ارتیلیاں کاٹے  
 زتن کو سرے ہو چونند بچر معاذ اللہ  
 بھلا کسی کا تری تیغ انتحساں کاٹے  
 مزے بہار کے لوٹے ہیں خوب بلبلی نے  
 لب نفس میں بھی اب چند روزیاں کاٹے  
 جگایا خواب سے غنیچہ کو عدوت بلبلی نے  
 جو بوئے سرے ترے ہسری کا و عوی ہوا  
 میں کب سے تشنہ کو ترہوں کہہ دتالی کو  
 مجال حرف نہیں اس کے سامنے مجھ کو  
 کسی کی تیغ خوشی نہ یوں زباں کاٹے

نہ شکدے میں لگے اس کا دل نہ کہے میں

بقیہ عمر کو بچر معنی کہاں کاٹے

زلف عاشق کے لیے مار لیے پھرتی ہو  
 اور جو ابرو ہے سو تلواریے پھرتی ہو  
 شیخ مغرور ہو سلام پہ کیا ساتھ اپنے  
 تیری تسبیح تو زنا ریلے پھرتی ہو  
 نذر کو کس محل نورستہ کے دہن میں نسیم  
 بھر کے بھولوں کا اک انبار لیے پھرتی ہو

ہم تو کچھ سمجھے تھے انجام محبت میں دے  
ماجو ایدہ خونبار ہوا کچھ کا کچھ  
قدر تھی اس کی بڑی عالم آزادی میں  
خیف دل ہو کے گرفتار ہوا کچھ کا کچھ  
اس کی مجلس میں جو مذکور چلا کچھ میرا  
سنتے ہی رنگ رخ یار ہوا کچھ کا کچھ  
ہم سے کچھ اور کہا اس بت ہر جانی نے  
غیر سے وعدہ و پھر ہوا کچھ کا کچھ  
مصطفیٰ میں تو عبادت کا کیا تھا سامان  
پر عمل مجھ سے شب تار ہوا کچھ کا کچھ

تھا جو شعر دست سرودستان رنجشیر  
اب وہی لالہ زرد حسن ان رنجشیر  
خشک کرتے ہیں جو فکر خشک میں اپنا داغ  
جانتے ہیں اس کو حسن استخوان رنجشیر  
متم میں اتنا نہیں آتا حکم رائے پست  
اس بلندی سے گھٹی جائے ہو شان رنجشیر  
ہو رگ ابر بہاری ہاتھ میں میرے قلم  
رنگ جنت جس سے ہو یہ گلستان رنجشیر  
نحوان غما میں کہ بھیجا ہر کسے ناکس کے ہاتھ  
نظم سلطان کا جو تھا مخصوص عنوان رنجشیر  
چاند تارے کا ڈوبتے میں دیا اس کو بنا  
ورنہ اس زینت سے کب تھا آسمان رنجشیر  
رفتہ رفتہ ہائے اس کا اور عالم ہو گیا  
نظم سے اپنا اگر نظم بیان رنجشیر  
حبب معنی بند کا چہرہ چاہو اے مصطفیٰ

خط میں جاتا رہا حسن زباں رنجشیر

جنگجو یوں نے بتائے مجھ کو شمشیر کے ہاتھ  
کاٹ ڈالے ہیں مرے نانو کی تاثیر کے ہاتھ  
اس کے مقتل میں نہیں شاید کہ کشتوں کا نشانہ  
ہیں ملائک سے بلند آہنگ جو گھیروں کے ہاتھ  
استیاق وصل میں تیرے سوا ہیں جو جوان  
ہیں کھ انہیں باہم ان جوان مرید کے ہاتھ

دہنک سے سرے کی چٹہ ہو، گاہ شہ چشم  
کوئی ہو صید جو بھرزہ ہو یا کمان نگاہ  
بریا ہو وہب و گمن کی قید سے رہش  
نہ در میانہ مردم نہ در میان نگاہ  
نہ تاب نور تہمتی کا لا سکا نہ سہی  
فردا شبن ہوا یا شبن زیان نگاہ

تیاہ کی رسکے کہیں تہمت نہ تم پر آئینہ  
و مہدم نہ بیکجا نہ کیجے بزارہ پر آئینہ  
بے دستہ رک عاشق سے سنگد ہوئے تیر کو آئینہ  
ہو گیا ہوں بوجھتا رہا ناز پر آئینہ  
سادہ ردیوں سے جو میں بکھتا تھا اہانت بگد  
میرزا تربت پر چڑھائے ہیں وہ لا کر آئینہ  
رشاک کے ہار نہ ہو کیوں شیشہ نل جو پر  
بن گیا ہو ہاتھ میں جا تیرے چشمہ آئینہ  
مٹھ نہ دیکھا نہ سے تیرے اہل پہنچا ہو تیرا  
جو نظر آتا ہو شکل دیدہ نہ آئینہ  
خود ہاری آنکھ میں ناچیز باتاں ہو سید ہم  
کس لیے لایا بنا کر تو سکندر آئینہ  
دید بازوں کا ہا کو بد معنی دشمن قیب  
اور تو کو کئی نہیں الایہ کا سر آئینہ  
کس کو دیکھا ہو کہ ہو اس بزم میں آئینہ  
بیجو اس دینجو و دھیران نہ ششدر آئینہ

تپا کی شدت سے دل زار ہوا کچھ کا کچھ  
سوکھ کر اور یہ تیار ہوا کچھ کا کچھ  
اپنے مجروح کی تباہی کے خبر لی اُس نے  
جب کہ توالِ دل افکار ہوا کچھ کا کچھ  
دن بدن بڑھتی گئی رفتِ آیام شباب  
رفتہ رفتہ وہ طرح دار ہوا کچھ کا کچھ  
ہم بھی جمیل ہی کئے جی سے جمائیں اس کی  
جس قدر خرچ جفا کار ہوا کچھ کا کچھ  
زنگ بے صبری دل پر مرے آئی نہ شکست  
گر تپہ رنگ گل دھلزار ہوا کچھ کا کچھ

نہ کیونکہ پیری میں ہو جائے سوز عشق ضعیف چراغ صبح کا ہوتا ہے مضمحل شعلہ  
 سبب کہینے کے دیکھا فروغ روشن دل نہ ہووے بے مدد جس تو مشتعل شعلہ  
 وہ دل گدختہ تب مضمحل بنے اکسیر  
 رکھے نہ باقی مس تن میں جس کے نکل شعلہ

چھپے چھپے ہی جلاتا ہو مشر دل شعلہ نہ دیکھا عشق کی آتش کا مشتعل شعلہ  
 میں تیرہ بخت ہوں اسے برق دور را مجھے نہ لایہ تودہ باروت مضمحل شعلہ  
 خدا کے واسطے عشق تو انھیں نہ حلا ہو اُس کے سوختہ جانوں کی آہ بگل شعلہ  
 کچھو قبول جو رحمت کرے نہ جسم لطیف نہ ہووے تیغ کی برش سے مضمحل شعلہ  
 نثار سرخ سے کیا روشنی کرے گا ترے ہو رنگ زرد سے خود اپنے منفل شعلہ  
 جس انجن میں میں آتش زبان ہوں گرم سخن زباں درازی سے ہوا چنی منفل شعلہ  
 خذر ضرور ہو یا روں کو مصطفیٰ مجھ سے

بنا ہوں آگ کا میں اور ہو میرا دل شعلہ

تھی نہ نالے سے اپنی ہوئی زبان نگاہ لگی تھی دل پہ مرے کس گھڑی سانہ نگاہ  
 کسی پہ عاشق و معشوق کا نہ بھید کھلا ہزاروں رمز کی باتیں ہوئیں میانہ نگاہ  
 تجھے مقابل آئینہ و مبدوم رہنا ترسی بلا سے کسی کا ہو گم زبانہ نگاہ  
 دلا ضرور ہو پیری میں دید آئینہ رو صغیف کرتے ہیں عینک پہ امتحانہ نگاہ  
 عزیز و دوست پہ آنا مرا اگر اں گزرا ہوا میں مثل گل چشم میہمانہ نگاہ  
 چن میں شوق سے منہ کھولے پھر دیانہ ہمارویدہ زر گس میں ہو خزانہ نگاہ

مہاراجہ کی تمنا میں میرے آنے کی ادائیگی  
 ماسیدہ سے کہتا ہوں نک تیرے دم رقیب  
 کیا کیا کہہ رہا ہوں شہیں پیر پیر سے  
 لئے نہ تو دیا چاہئے ہی کیا ابرنگ میرا  
 حیران سا رہ جاؤ کہ جو کچھ کہہ ل کر اپنا  
 جانتے ہیں لگے ساری مدت سارے کے پیچھے  
 آئینہ میں کتا ہی ہی کچھ سے تر چکس  
 رکتا ہی سدا میرے تئیں خواہد پریشان  
 لے مٹھنی مجھ ساتھ زمانے کی ادائیگی

آر سی میں نہ تیرے حق کی دہلے سے آنکھ  
 اُس کی نگل چینی میں ہی دست تما حیرا  
 جس سے یہ آنکھ میں اس شوش کی گھر گڑا  
 آئینہ سے (چچا) آنکھ کو پونہ چوٹے سے آنکھ  
 نگل زکس نہیں جو شلخ سے لوٹے وہ آنکھ  
 ستر تیر دردی کی کہیں پہونے وہ آنکھ

مٹھنی دل میں میرے وقت نشو و نما

بویا کرتی ہو گلزار کے پوٹے وہ آنکھ

اٹھا جو دل سے مرے ہونے کے دند دل شعلہ  
 نہیں تیرے سن چوٹی کی کیا کروں قرین  
 کیا تھا دھن جہاں تیرے سوختہ کو وہاں  
 نہ دیکھ کے کہی کچھ دل اس کا کہ رنگا گاہ سے  
 تو لاکھ بار گیا آسماں سے بل شعلہ  
 دنیا اب جو خط سے نکل رہی ہے شعلہ  
 تمام وہاں رہا پاس بان نگل شعلہ  
 ہوا آتشیا نہ بیل کے متعل شعلہ

رہنے کی نہیں ہو بیتِ غافل  
 داں بن گئے قصے اور فاسانے  
 یہ صحبت جان و تن ہمیشہ  
 یاں بند رہا وہن ہمیشہ  
 ڈھانپا ہی گئے بدن ہمیشہ  
 جدیا رہے کوہ کن ہمیشہ  
 دیا ار کا تحسین ہمیشہ  
 ہیں اس کے بھی چلن ہمیشہ  
 پہنائے ہو یہ گفن ہمیشہ  
 شاہوں کو بجائے خلعتِ زرد

سننے ہوں سخن کے مصحفی میں

صیغے ہو مرے سخن ہمیشہ

ایک گوشے میں تو لے کر دیدہ تر بیچہ رہ  
 قیس اب کھانا نہ پھر طعنوں کے شر بیچہ رہ  
 چپکے تو بامِ حرم پر اسے کو تر بیچہ رہ  
 باندھ پھر تکیہ کہیں ہو کو شکر بیچہ رہ  
 ہو ترا گھٹنے کا پہرا نیشِ جنگ تر بیچہ رہ  
 بند کر دو دروازہ گھر میں ہو کے تھمر بیچہ رہ  
 سنگِ خارا پر ٹپک کر جامِ وسائر بیچہ رہ  
 مصحفی درد نہ پھر عاشق ہو تیر گھر بیچہ رہ  
 کوچہ بلی میں جانے سے اٹھائے سو گز نہ  
 نامہ فدا میں اس کو گر اپنا تودہ جی میں کے  
 ہرزہ رفتارِ تری لائی ہو تجھ پر یہ بال  
 خاکساری میں بھلا کیا چکے رنگِ شاعری  
 یہ زباں بازی تری لائی ہو تجھ پر یہ بلا  
 میکشی کیسی کہاں کی مجلسِ آرائی آجے

حرک کر ملنا میروں کا بھی تو اسے مصحفی

دل گراں لوگوں سے ہو تیرا مکدر بیچہ رہ



ان سے انداز ہم آغوشی ہی نکلا سبھی روز و عشرت بیکھیں تیرے گنہگار کے ہاتھ  
 مگر تو بہت خانہ میں جا بیٹھے باغ حسنِ جمال جو علم بہر دعا صورتِ دلدار کے ہاتھ  
 مصطفیٰ مجلسِ خوباں ہو پیر کی جا  
 مرست پیشوا میں یاں باندھی تو تیار کے ہاتھ

کشتِ خود باندھے وہ شمع اپنے گنہگار کے ہاتھ  
 روز و رات کے زبانِ گاہی جو آتی نہیں بات  
 میں ہوں وہ مجلس کہ جس کی نہیں کوئی غرت  
 شکوہ و رازِ عظیم رفتہ سے آتا ہو کہ وہ  
 روئے نیاد سے سخت اس نے نہایت پہنچی  
 نصیحت کرتا ہوں اپنے گاہی گھر اس کے تو کبھی  
 ہاتھ سے اس کے گنہگار کے ہاتھ  
 کس نے باندھے یہاں مری تو تیار کے ہاتھ  
 قیمتِ دین پہ لگ جائے خریدار کے ہاتھ  
 دے گئے اول ہیں چرخِ جفا کار کے ہاتھ  
 نالہ اچھا لگا مرغِ گرفتار کے ہاتھ  
 موت بجایا دور سے بتلاتی ہو تلوار کے ہاتھ

اس کے عارض پہ نہیں سخی نیز زلفِ سیاہ  
 دھرنے روز کو بیجا ہو شب تار کے ہاتھ

بچہ لیں گلے دیا سمن ہمیشہ  
 ماہِ نو سے وہ تیغِ ابرو  
 چاہی ہے یہ زیبِ حسنِ اُس کی  
 غربت میں رہے نصیبِ بد کو  
 تلوار سے تیرا عاشقوں کے  
 کچھ ہم پہ کھلا نہ عقدہ دہر  
 سسہ سبز رہے چہن پہن ہمیشہ  
 گدنی رہے بانگین ہمیشہ  
 باز رہے ہو نورِ تن ہمیشہ  
 خوش رہے طالعِ وطن ہمیشہ  
 اقدار رہے سپیر پہن ہمیشہ  
 گو کرتے رہے مٹن ہمیشہ

نے وہ تیرا ور نہ کہاں ہاتھ میں اب ایک ہے  
داؤی مشعر میں تھے صید فگن کیا کیا کچھ

مصحفی سات برس تک یہی پاڑھیے

ہم نے بھی دیکھے زمانے کے چلن کیا کیا کچھ

شگفتہ گل کی طرح گلشنِ خیال میں رکھ  
خیر عمر نہ یارب تجھے ملال میں رکھ  
جو لاغری کا تجھے شوق، تو تو اسے مہ نو  
در ازراکت موسے مگر خیال میں رکھ  
اکی چرخِ طبیعت کا آفتاب ہوں میں  
زوال چاہے جو میرا سے زوال میں رکھ  
سجھو اٹھا یا رکا دین میں کیوں خداوند  
تمام عمر مجھے بس اس انفعال میں رکھ  
سن لے حریف یہ تنہا جویری بھی ٹھیک نہیں  
کوئی تو لقمہ کسی کا سہ سوال میں رکھ  
کے ہر صانعِ قدرت سے یوں خشم ابرو  
ادھر تو دیکھ یہ خم ابدے ہلال میں رکھ  
شباب کتنا، کاک رنڈ تھو کو تیرا حسن  
دکھاؤ نکا تو قدم چوہہ میں تو سال میں رکھ  
تو مصحفی کو خدا یا دکھا جسمال اپنا

نہ اس قدر بھی اے فکر خط و خیال میں رکھ

بستِ مشاطہ میں کیوں اس نے نیلے یار کے ہاتھ  
مجھ کو کہنے میں قلم چرخِ جفا کار کے ہاتھ  
تا آرا پر دے میں اس گل کی مگر تک پہنچی  
رگ گلِ بختی ہو آپ کو زار کے ہاتھ  
مجھ کو کیا کام خزاں سے کہ بہاراں میں ہم  
بک گیا ہوں میں ہوائے گلِ بگلزار کے ہاتھ  
فقط اک نالہ جانا کجا بساط اپنی کھتا  
سہ میں رکھا وہ گرد مرغِ گرفتار کے ہاتھ  
حسنِ یوسف کے خریدار ہوئے کم مایہ  
کا شیکے یہ ورق آتا کسی زردار کے ہاتھ  
جسکیوں سے تری لے برق کین فتنے میں ہم  
گد تو طفلانہ تبادے ہمیں تلوار کے ہاتھ

میں ہوں وہ گنگنا کر کہ اسے شمعِ محفی میرا

ہو دزدی ایک دوسرے پہ خنجر کے تلے ہاتھ

لے دل دہن میں اپنی زبان سوال رکھ  
سمائی تک تو اس تن نازک پہ کون خیال  
بہرِ فروی زخمِ دل تیس اسے جنوں !  
آوے گا ہیکشتی کودہ ٹرکے ہی اے نسیم  
ثانی تر اضر و نہیں تجھ سے ہو دو چار  
بیٹھا سو یا رسا نے نالہ نہ لب تک کٹے  
گر چاہتا ہو خواب میں لپیٹے کا دیکھنا  
یارِ ب نہ آئینہ کے بھی ہونے دے ردِ بد  
بالا روی کے دقت تک جو یہ اس کا بخش  
اُس کی کز کب آئی تیرے ہاتھ بواہوسا

پیارا لگے ہو جگر وہ چہ پستانہ شمعِ محفی

آنکھوں سے لے کے اس کو بھیجے میں اڑ کر

پیشتر ہم سے بھی تھے اہل سخن کیا کیا کچھ  
آہِ مست ہو چہ کہ اس چرخِ مشعبہ نے مجھے  
سازگی نہاک رہی نظم کا یہ کس سے کہوں  
یستہ اطلہ اذکارِ زردِ مندوں سے

کھل گئے باغِ سمانی میں چمن کیا کیا کچھ  
سوانگ دکھلائے بیک چشمِ زون کیا کیا کچھ  
کمر گئے کامِ سرِ دیان کہن کیا کیا کچھ  
زلفِ مضمون نے پائیں میں شکن کیا کیا کچھ

رنگیا صورت لیلیٰ میں جو سودائی دیکھ  
 شب ہفتاب میں کیا چمکے ہو تاروں کی طرح  
 بکف ہر مژدہ ہو تخت دل غرقہ بخوں  
 زاد شہر سے میں بچ کے چلا رستہ میں  
 رنگا بے رنگ کا جاوا ہو ہر اک رنگ میں یابی  
 بعد مدت کے گیا شہر سے جو بدست کی سمت  
 ز پریشیر اہل ہوں جو کھڑا میری طرف  
 ہوشیاں کف افسوس ملا بیل نے  
 پنچہ در پنچہ فولاد ہوں میں نت لے عشق  
 شیشہ دل کو رے عیس نہ لگنے پاوے  
 میں نے اس حسن کے شعلہ کا کیا نظارہ  
 میں وہ بکیں ہوں کہ لے لی تھی آتا ہو مدام  
 درو دیوار کو رونا مری تنہائی دیکھ

یا تھا سر مشوق سمنبر کے تلے ہاتھ  
 دن رات جو رہتا ہو گریباں کا تقاضا  
 اندری نرا کتہ کہ دم بادہ کشیدن  
 شجر کی طلب میں ترے مہجور کا ہر شب  
 ثابت ہوا مجھ پر گنہ سرت آغوش  
 یا سستی ہجر اس سے ہو پتھر کے تلے ہاتھ  
 رکھنے نہیں پاتے کبھی ہم سر کے تلے ہاتھ  
 کانپے ہو مرے دست کا سانگہ کے تلے ہاتھ  
 بالیں کے تلے ہو کبھی بستر کے تلے ہاتھ  
 پھیلائے تھے کیوں میں نے صنوبر کے تلے ہاتھ

پس ناموس حیا اتنا شہابی کیوں ہو      چنڈر دہست تو مجھے شوق نہاں کرنے دو  
 حسرت دیدہ مشتاق ہو تو گسست میاں      اس کو نشانہ کھنڈار حباں کرنے دو  
 منتہی نزع ہوا ہو کچھ بھی تمنا اس کا  
 اسی کو سپرد غریب دینے حباں کرنے دو

عقول عشرت سے پیدا یہ آسمان میں نہ      کہیں ہیں ان میں ہزاروں میلے مکان ہیں نہ  
 ہوئے باطل موانید شمشیں بہت پیدا      کرتے کوستہ میں جو دو غریب تو عیان ہیں نہ  
 جمع کیجئے آحاد کو میلے الترتیب      حد شمارہ مرد حساب داں ہیں نہ  
 نہ روح ساقد ہیں اور ستہ منور دیہ      نہ ذکر کہشتی تن اسکے یہ باد بان ہیں نہ  
 رقم کر اور بھی میتیں تو مضمینی اس میں

ابھی تو شعر غزل کے ترے میاں میں

اُس شوق میں دیکھی اگر ایسی کہ نہ پوچھو      بات اپنا تھا ہو بگڑا ایسی کہ نہ پوچھو  
 کھٹا کسی کنجی سے نہیں قفل در اپنا      نہ شکار میں تہم گئی ہو بھڑا ایسی کہ نہ پوچھو  
 محو اپنا ہوا ہر گس سے آمینہ میں اُس کے      یکبار چمکی آ نکھ لڑا ایسی کہ نہ پوچھو  
 سرسبز ہو کس طرح مرا نخل تمنا      بدگو نے تو کاٹی ہو جڑا ایسی کہ نہ پوچھو  
 ہر چنڈ بناؤ اس کے بھی خوب ہیں لسیں      ہی کان میں موتی کی لڑا ایسی کہ نہ پوچھو  
 شب خواب میں آئی تھی تر جازلف پریشاں      وہ مجھ سے گئی ہو بگڑا ایسی کہ نہ پوچھو

یاں بھیجی کیا خانگ لگے دلی میں اب دل

یہ بستی گئی ہو بگڑا ایسی کہ نہ پوچھو

جی تو چاہے ہی ترے کدوم درجہ دے  
رکھ رکھا چو بقیہ پر ہوا تو لے مرغِ قفس  
در ملک بھی اُسے آنے نہیں دیتی ہو عیا  
کیا قیامت ہو کہ چاہے یہ میرا نہ عشق  
عاشقی ہو کراں کی نہ کبھی کھو بے قصد  
رکھ بے خنجر پہ گلا مرغِ گرفتار اپنا  
سمجھے لذت جو اسیری کی گرفتار قفس  
تلخی مرگ کا تو بھی تو مزا چکے کاش  
سخت آپس کا یہ جھگڑا ہی نہیں چکے کا  
شام کے وقت جو اُٹھا ہو دیوالا جانبِ شہر  
حسنِ گوچھپ نہیں سکتا ہو یہ چاہے ہو رشک  
مسترد ہو دے گالے روح یہ سرِ این خاک

ابھی آجائے گلستانِ معانی میں خزاں

مصطفیٰ تجھ سے جو رنگ سخن ایجاد نہ ہو

مجھ کو دل کھول کے اک لمحہ فغاں کرنے دو  
قفس اس کو مرے پھولوں سے گراں کرنے دو  
تم اسے شکوہ ایامِ خسرواں کرنے دو  
اشک دو چاہے تو مژگاں پہ ردائے کرنے دو

ما تم فصل گل لے ہم تفساں کرنے دو  
دیکھنی ہو مجھے صیاد کے ساعد کی لچک  
بارد اس امر میں ہی بلبلِ نالاں محذو  
دوستو دل سے مرے کچھ تو نکل جاوے سجاو

بے داغ عاشقوں کو شربِ مہل ہو  
 دیکھا نہیں درختِ زینا گو رہے بھول ہو  
 کاوشِ ہریہ زمین کو مجھ سے کہ میں غریب  
 جاؤں اگر تین میں تو سبزا بول ہو  
 اسے جان بے قرار نہ اتنا طول ہو  
 اے جان تمام عمر کا جس کو تہ بول ہو  
 آتش کہ سے میں عشق کے رکھے دہی اندم  
 یا خود یرمی ہو یا کہ یرمی کا حنول ہو  
 صورت کو تیری دیکھ کے کہتے ہیں شہید  
 بس کب تاک مباحثہ عرض و طول ہو  
 کہ گفتگوئے روج سے دل شایہ تکم  
 ممکن نہیں کہ غنچہ نقدیہ بچول ہو  
 غایت کو اپنے پہنچے نہ حیران رنگہ ہر  
 کس کام کا وہ نصیب کہ جو بے اصول ہو  
 قانون منطبق سے کنار انہیں بولا

جو کچھ کہے تو ہم کو بھی کرنا وہ بھئی

سلطان کے حکم کا نہ کسی سے عدل ہو

چاہت تری جذب اور ہی دکھلاتی ہو مجھ کو  
 تیا بی دل کھینچ لے جاتی ہے مجھ کو  
 کہتا ہوں جو ہسا نہ کبھی درد کا اپنے  
 وہ شوخ یہ کہتا رہے کہ غبار کی آ مجھ کو  
 جوں ہیزم ترکوں نہ دعوں آہ کا پھیلے  
 اک آگ ہو سینے میں کہ لگاتی ہو مجھ کو  
 کشتہ ہوں میں اس شوخ کے انداز حیا کا  
 نہ نیچی نظر خاک میں ملواتی ہے مجھ کو  
 لے بھئی قاعد نہیں جاتا تو نہ جاوے  
 اتنی تو خوشامد بھی نہیں بھاتی ہو مجھ کو

قتلِ عشاق نہ کراتا بھی حلاوت نہ ہو  
 مائیں لطف ہو کچھ مائل بیدار نہ ہو  
 وقتِ غصہ کے بھی دیتا ہوں اس شخ کا سا  
 اتنے ڈر سے کہ کسی اور پہ بیدار نہ ہو

سجی بھی علت نامور ہو عجب مت جان  
جو تائب مرگ زبانِ مصحفی کے بند ہو

و مہم رو بر قفلِ صاحبِ محفل نہ ہو  
اس غیابِ عیش سے طے کا پھر کیا فائدہ  
جز کھنکھانے آئیں جس سے اور کچھ حاصل نہ ہو  
مکھ تو دیکھا اپنا خفیہ لے سرو پا در کل نہ ہو  
جس میں محبتوں کھپ گیا ہو یہی منزل نہ ہو  
اس مکانِ تنگ میں ہنگامہ محفل نہ ہو  
شوقِ چاہے ہو کہ پردہ زبانِ حل نہ ہو  
آدمی تا سر نہ دیوے عشق میں کالی نہ ہو  
نقشِ ہستی بعدِ مرون چاہیے باطل نہ ہو  
میں یہ ڈرتا ہوں کہ مجھ پر دعویٰ قاتل نہ ہو  
شرم کا پردہ تو وہاں ہی اور تو حائل نہ ہو  
زیست میں کوئی کسی کا اس قدر باطل نہ ہو  
کس نے دی تھی یہ دعا آساں تری گال نہ ہو  
ڈر نہ ہو یہ مجھ پر فرشتہ قہر کا نازل نہ ہو  
چاہیے انسان کہ اندیشہ باطل نہ ہو

مصحفی یہ بحرِ دلکش طرفہ معنی خیز ہے  
قافیہ پر اس کے ہر دم فکر کیوں باطل نہ ہو



نہ تھا عاشق کے خوں میں رنگ گلزار کوئی تو دے گیا رونق کسی کو  
مقید میں مقید ہے وہ مطلق نہ سو تھا اتنا بھی مطلق کسی کو  
نہ کرتا تنہا بھی نا صبح ہرزہ گوئی خوش آئی کہ یہ یقین بقا کسی کو  
قریب نہ عجا کھاتے ہیں کب ہم مگر سمجھا ہے وہ اتنی کسی کو  
جگر میں جاک جاک آستین سے دکھا دی تو نے کیا مرقا کسی کو  
بھروسہ کیا ہو دل کا بھر غم میں ٹو پو دیوے نہ یہ رونق کسی کو  
نکلتے آپ سے دیتا نہیں ہائے طلسم گنبد ار زرق کسی کو

وحید دہر ہے اسے مستحق تو  
نہ اپنے ساتھ کہ ملحق کسی کو

فداں ہو کنگر کا سرش سے بلند نہ ہو تو بام وصل کی آہ رسا کند نہ ہو  
رہن غیب کی مچھڑا درد مند نہ ہو شکست رنگ سے تیرے وصل بلند نہ ہو  
میں درو بہر سے پاناہوں وصل کی لڑاوارہ دہ مجھے یاد ہو سو مند نہ ہو  
چمن میں جینے جو وہ فہر ہمار مجھ ہی بغیر خورہ گل چاہیے سپند نہ ہو  
دشہ کا جو ہلہ یہ کہ بچا بند خندا در ہزار مرحدہ ہیں اس میں اک نہ بند نہ ہو  
نہ دیکھے گزریا ہم نے کون کو غم نہ دیکھو دوچار قلندہ دل عاقبت سپند نہ ہو  
کبھی ہل کشتہ چشم اور بھی ہوا لبہ نہ شب فراق میں کیوں دزد ولی دھند نہ ہو  
ہیں گئے ہیں نہ اپنے تو ہار زنگس کا کہ چشم زخم سے گل سجھے گرد نہ ہو  
دل شکستہ نہ ہوتا دست واں دیکھا دیا حسن میں شاید شکستہ بند نہ ہو

آئی یہ فصل گل پیرگشت میں نفس سراز  
 دیکھی نہیں ہو تم نے کیا اُس پری کی صورت  
 انصاف سے نہ گزرونا زباناں نہ کہیں  
 عالم جو کہ سنوں کا ترگاں پہ میں دکھائی  
 دو چار شمع جلتی مجلس میں دیکھ اپنی  
 رنگ رُخ اس کا گو یا نہ انار کا ہی  
 ہو آج وصل کی شب بھگت ارہو نہ باقی  
 اہل صفائی مجلس مجلس سہاگ کا ہے

گلی گوش بن رہے ہیں اُن کو سرفراز  
 مقررِ حُسن اتنے تم کیوں ہو عشوہ سراز  
 جائے نیاز مندی بس یہ بے نیاز  
 کام اپنا بھول جاؤ تم دو میں شیشہ باز  
 بولا وہ بڑھ چلو مت اتنے زباں دراز  
 ایسا بھی بھول تم نے دیکھا چمن طراز  
 تم آپ کو مٹا دو جوں شمع جا نگداز  
 یاں بے وضو تو ہرگز آؤ نہ بے نیاز

فرمانِ غزل یہ لکھی ہو مصحفی نے  
 تم کو بھی فکر اس کا لازم ہو عشق بازو

کچھ غم نہیں دنیا سے اٹھ جانے کا شاو کو  
 ہرگز تم میں اکا شجر رکھنا مجھے لازم تھا  
 الف ت ہو نہیں ہوتی منزل سے مسافر کو  
 داں چیر نہیں گنتے ایوب سے صابر کو  
 ہم غرق نہیں کرتے منظور سے ناظر کو  
 دیکھیں تو کجا آنکھوں سے تیرے ہی نظام کو  
 گاہی تو بھلا تم بھی رکھتے مری خاطر کو

تدبیرِ عاشق اس جا ہی شرطِ خرد مندی  
 اہنان نہیں گتے ہم اے مصحفی کا رُخ کو  
 نظر کیا آئے ذاتِ حق کسی کو  
 خیال اس کا نہیں مطلق کسی کو

نہیں اچھا ہو ترادہر میں ہر سیر پیدا  
 علی آئینہ میں ہم گھر عیب سے پاک  
 دیکھنے پائے نہ ہم سبز گلشن کی بہار  
 پھر کہ صبر کے ہوں اگر اتھ سے دیں اکوچ  
 نالہ نیم شبی نے یہ بڑا ہنس کیا  
 مرگ نے بھی ترے زنداں کا زین سجھاننگ  
 کمر یار تو کیوں کرتی ہو لاسیر ہم کو  
 عیب میں جاتے ہیں صاحب جو ہم کو  
 خطے آتے ہی ملا زہر کا سا غر ہم کو  
 ہو کر بیان لحد امن اور ہم کو  
 لے گیا وادی محشر کے برابر ہم کو  
 کر دیا خانہ زنجیر سے باہر ہم کو

مصطفیٰ دست جنوں کا تو نہ رہا کھٹکا

کرتے شاگرد جو ادیں پیر ہم کو

خانہ زنداں ہو ترے حیم کے بیاروں کو  
 پونچے منزل کو تک گام زہے ناکا  
 ہوں میں وہ سوختہ قسمت کہ جو ابلے مانگوں  
 لطف کی تہ بھی ہو ایک اس کے غصے پل  
 نہ ڈروں کیوں میں شب ہجر کی تاریکی سے  
 تشہ عقل سے ہرگز نہیں باہر آتے  
 سنگ رہ ہوتے ہیں اب آبلہ پا میں نے  
 کس سے دریا میں یہ بگڑی ہو کہ مینا بانہ  
 دام ہے الفت صیاد گرفتاروں کو  
 میٹھے تلووں سے نکالا کیے ہم خاروں کو  
 ابر برسانے مرے کھیت پہ انگاروں کو  
 تب تو امید شفاعت ہو گئے کاروں کو  
 کھائے جاتی ہو یہ ڈائن کی طرح تاروں کو  
 بے ہنسی کس نے پلا دی ہو یہ ہشیاروں کو  
 سٹے کیا تھا کبھی ان پاؤں سے کساروں کو  
 ابر میں سب کھینچے ہوئے جاتی ہیں تلو اڑوں کو

مصطفیٰ آنے کا وعدہ تھا عدم سے ان کا

نہیں معلوم کہ کیوں دیر لگی یاروں کو

سناہو میں نے کہ جزائے آسماں میں لطیف کسی کی خاطر نازک کا یہ غبار نہ ہو  
 ہماری عالمِ علوی میں ہو فرشتہ شد رہیں جو عالمِ سفلی میں اعتبار نہ ہو  
 یہ چاہتا ہو میاں اب علوئے نفثِ عین

کہ مصحفی کا تری طبع پر گزرا نہ ہو  
 پرے جب کر دکھاوے لالہ و شربتِ بیاہاں کو  
 خدا کے واسطے ہر دم نہ ٹپے ہونٹوں پر ہستی  
 جہاں ہو گلِ فروشیِ حسن کی ناں مغتنم سمجھے  
 فقیری میں کہ میں سیرِ عالم اپنے گھر بیٹھے  
 دیا وعدہ قصدانے ان کو صحرائے قیامت پر  
 فلک بے وارثوں کی وارثی اتنی تو کرتا ہو  
 لگے مقدم ہونے لذت کاںِ نکاح جس دم  
 فلک وہ ماتم افزا ہو کہ ہووے دن بھلا ہو  
 سیاہیِ بخت کی میرے زلیخا عالم پر بھپائی ہو  
 چین پیر کے عزت مجھ سا کم ہو باغِ عالم میں  
 نہ ہووے گھر سے نفرت کہو کہ بھر مجھ خانہ واپس کو  
 نہاں ظلمات میں رکھیے نہ اتنا آبِ حیات کو  
 لے کر میتِ فسرہ گلِ فردوسِ رضواں کو  
 کہ زیرِ بوریار کھتے ہیں ہم تختِ سلیمان کو  
 زمیں از بس وفا کرتی نہ تھی گوئیسیاں کو  
 خدا رکھے سلامت گنبدِ گو رخِ بیاں کو  
 ترے رنجی کے طالع میں لکھا غالی ٹکداں کو  
 چراغِ گور سے روشن کرے تمامِ نوریوں کو  
 نہیں پُر نور کرتی شمعِ مہ بھی اس شبتاں کو  
 مری تسلیم نے گل کو دکھایا داغِ حراماں کو

جو ہمت اپنا آتی مصحفی عاجزِ نوازی پر  
 حوالے مور کے کر دیتے ہم ملکِ سلیمان کو  
 گھر میں جا دیتے ہیں درویش و تو نگر ہم کو  
 خانہ بردوش میں ہم چاہتے کیا گھر ہم کو  
 خیال تو لکھا پر اٹھانے نہیں بیتا ستمِ رشک  
 تنگِ منت کشی بالی کو تر ہم کو

حس غریب نہیں اب ایسی تو معنی کچھ  
منہمیں بہ از سلف ہم مکتبہ کر چکے ہیں

جس وقت کہ قاتل سے مرزا اکھ لڑی ہو  
وہوں نہ ہم جو اس کو شبِ جبرائیل کی سیاہی  
اس وقت بھی کیا سر پہ اتل آن کٹری ہو  
بھیر نکیدوں تو کینہ نہ شبِ وصال بڑی ہو  
آدین نہ ملک کہ بجہ زیارت کو بھیر اس کی  
جس کشتہ کی مسیت ترے کدچہ میں گڑی ہو  
کاش آدے مرے خواب میں اس بات کو شب  
دانتوں نہ سی تو نے دندیاں دندار خربا ہو  
تجھدا ہوا اتنا ہی نظر نہیں تمنا  
اس پر بھی کہیں آہ کی بجلی نہ ٹپپا ہو  
لے معنی دل لے لے ہی اپنا تو اسی پر  
جو کوئی گل مندی کے پھولوں کی ٹپپا ہو

تجھ سے تو پاسبانی گل باغباں نہ ہو  
لے آتش فراق جلا اس قدر بجھے  
وامان پاک شبنم اگر درمیاں نہ ہو  
یعنی کہ شہادِ عبادت ہی نیلے بیخاں نہ ہو  
گروں بھی کرے تو وہ ثابت قدم ہوں تھا  
اپنے تو عضوِ عفو سے ناطق ہی سوزِ دل  
وہ چپ رہے تھے بھٹ تپا کسی زبان نہ ہو  
اتنا خیال رکھ کسی جی کا زیاں نہ ہو  
ظالم بنا تو آپ کو جتنا کہ چاہے کیا

ترتیب یہ معنی کی چڑھانا نہ گل نسیم

چھاتی یہ برگ گل کہیں اس کے گراں نہ ہو

کنزِ لطف کا یاں تاک کوئی شکار نہ ہو  
میں اپنے رو سے غل اتنا ہوں کہ آئینہ میں  
بغل میں سانپ کسی کے تہ مزاج نہ ہو  
کردوں نگاہ تو واں عکس بھی دوچار نہ ہو

کو تہی پر سبز گمراہاں کے تال کیجیو! سچ پر رکھا ہی ہم کو نسیم برباد میں  
 حُسن نے اُس کو نہ تھوڑا زندہ اک جھانپنا کچھ موئے انجام میں کچھ کھپ گئے آغاز میں  
 بھینا بھینا رنگ اس کا اور وہ مکھڑا دلفریب ہائے یہ عالم ہو کس تقدیر کے انداز میں  
 عمر نے فرصت اگر دی مصطفیٰ تو یہ غزل  
 قبر سعدی پر پڑھوں گا جا کے پیشِ شریف

اٹھوں گا روزِ حشر پہ کتا ز میں سے میں مرقر میں جل گیا نفس آتش سے میں  
 لے کاش روزِ حشر دی مجھ سے ہر وہ چار مارا پڑا ہوں جس نگہِ شکر میں سے میں  
 از بسکہ دردِ رشک نے رخصت نہ دی مجھے احوال اپنا کہ نہ رکامِ نشیں سے میں  
 مجھ کو دیا پس میرے تلبیا اور اسی سوا مانگوں ہوں کیا خدائے جہاں آفریں سے میں  
 خاکی تو ہوں ولیک یہ ہی مرتبہ مرا جوں نامہ پار جاؤں پہلِ عرشِ بریائے میں  
 جاتی رہی ہی عقی مری مجھ کو کیا ہوا آئندہ کی تو نہا ہوں تہِ درخشیں سے میں  
 یارِ سوادہ دن بچا آدے کے آدے وہ شہسوار جھاڑوں غبارِ زمینِ زیا آستیں سے میں

یار اس پہ آفریں نہ کہیں تو بھی مصطفیٰ  
 مضمون کوئی جوڑ موند کے لادوں آستیں میں

ہم زنجیرِ خمیہ محبوب کو چسپکے ہیں تالیفِ کاسن کی فنِ خوب کر چسپکے ہیں  
 پایہ پہ یہ نیمخیم ہم نے چڑھنا دیا ہے سب با کمینِ سلف کا معیوب کر چسپکے ہیں  
 ہو وہ جو طرزِ علو اور دو کی اس باں میں اپنی طرٹ ہم اس کو منسوب کر چسپکے ہیں  
 دیوان کا ہوا ہے ہر نقطہ خالی تو صفا حشرِ تریا کو ہر کلامِ حق سے چسپکے ہیں











ن	ن
ن	ن
ن	ن
ن	ن
ن	ن

ن

ن

ن	ن
ن	ن
ن	ن
ن	ن
ن	ن

ن	ن
ن	ن
ن	ن
ن	ن

ن

ن

[illegible]

مفتی محمد رفیع - مدرسہ اسلامیہ، لاہور

وہاں پہنچ کر دیکھا کہ وہاں ایک بڑا بڑا دروازہ تھا جس پر ایک بڑا بڑا لکڑی کا تختہ لگا ہوا تھا جس پر لکھا تھا کہ "ہرگز نہ داخل ہونا"۔

تقریباً ۱۰۰ سالہ عرصہ کے لیے

وہی ہے جس نے مجھے سب سے پہلے بتایا کہ میں ایک نیا دور کا آدمی ہوں۔

مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ

و غیر از این سبب دیگر، این است که در این کتاب

وہ کہہ رہے تھے کہ ان کے پاس سے گزرتے ہوئے

منه و من الله و الى الله راجعون

تبرکات چچہ درویشیہ

اچھوٹا

مستبرک و ایامی که در آن روزها

است و ایامی که در آن روزها

است و ایامی که در آن روزها

است و ایامی که در آن روزها

است و ایامی که در آن روزها

است و ایامی که در آن روزها

است و ایامی که در آن روزها

است و ایامی که در آن روزها

است و ایامی که در آن روزها

است و ایامی که در آن روزها

است و ایامی که در آن روزها

است و ایامی که در آن روزها

است و ایامی که در آن روزها

است و ایامی که در آن روزها

است و ایامی که در آن روزها

است و ایامی که در آن روزها

است و ایامی که در آن روزها

است و ایامی که در آن روزها

[illegible]

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰

[illegible]

१०५२

۱. اگر ترانه‌های من را بخوانی  
 ۲. اگر ترانه‌های من را بخوانی  
 ۳. اگر ترانه‌های من را بخوانی  
 ۴. اگر ترانه‌های من را بخوانی

الحمد لله الذي جعل في كل شيء  
دلالة على قدرته وكرمه  
والحمد لله الذي جعل في كل شيء  
دلالة على قدرته وكرمه

الحمد لله الذي جعل في كل شيء  
دلالة على قدرته وكرمه  
والحمد لله الذي جعل في كل شيء  
دلالة على قدرته وكرمه  
والحمد لله الذي جعل في كل شيء  
دلالة على قدرته وكرمه  
والحمد لله الذي جعل في كل شيء  
دلالة على قدرته وكرمه

الحمد لله الذي جعل في كل شيء  
دلالة على قدرته وكرمه  
والحمد لله الذي جعل في كل شيء  
دلالة على قدرته وكرمه  
والحمد لله الذي جعل في كل شيء  
دلالة على قدرته وكرمه  
والحمد لله الذي جعل في كل شيء  
دلالة على قدرته وكرمه



[illegible]

الحمد لله الذي هدانا لهذا  
 ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

۱  
 ۲  
 ۳  
 ۴  
 ۵  
 ۶  
 ۷  
 ۸  
 ۹  
 ۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

شماره ۱۰۰۰

آرام بخش و خنک کننده و تسکین دهنده





[illegible]

ਮਾਧੋਬੀ? ਕੀ ਮਾਧੋਬੀ ਸਾਂਝੀ

[illegible]

تریخ لکھنؤ کا پہلا حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا دوسرا حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا تیسرا حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا چوتھا حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا پانچواں حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا چھٹا حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا ساتواں حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا آٹواں حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا نویں حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا دسواں حصہ

تریخ لکھنؤ کا پہلا حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا دوسرا حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا تیسرا حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا چوتھا حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا پانچواں حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا چھٹا حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا ساتواں حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا آٹواں حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا نویں حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا دسواں حصہ

تریخ لکھنؤ کا پہلا حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا دوسرا حصہ

تریخ لکھنؤ کا پہلا حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا دوسرا حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا تیسرا حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا چوتھا حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا پانچواں حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا چھٹا حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا ساتواں حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا آٹواں حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا نویں حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا دسواں حصہ

تریخ لکھنؤ کا پہلا حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا دوسرا حصہ

تریخ لکھنؤ کا پہلا حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا دوسرا حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا تیسرا حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا چوتھا حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا پانچواں حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا چھٹا حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا ساتواں حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا آٹواں حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا نویں حصہ  
 تریخ لکھنؤ کا دسواں حصہ

١٠٠

گفتگو معتمدی - اکتوبر ۱۹۷۲ء

တံဂါးကုလုဗျာဒ် နှစ်နှစ်ပေါင်းကုလုဗျာဒ်

ဘာသာစကားပြောဆိုမှုနှင့် အသံထွက်မှု

تاریخچه و سیرت ائمه اطهار علیهم السلام

مجلس اول در بیان احوال و حال

مجلسه اول در بیان احوال و سیرت ائمه اطهار علیهم السلام

بسم الله الرحمن الرحيم

[illegible]

لعلہ علیہ السلام

بسم الله الرحمن الرحيم

لَا يَخْلُقُ إِلَّا مَا يَشَاءُ وَيَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ

روزگار و زمانه را چه می توان کرد

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين

وَأَمَّا الْفُلُ فَأَنزَلْنَاهُ ذِكْرًا لِّعِبَادِنَا إِنَّهُ كَانَ كَلَمًا وَبُحْرَانًا

والمسلمون فيهم تيسيرهم في كل ما هم فيه  
 حتى يشعروا به في كل ما هم فيه

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم





[illegible]

الحمد لله الذي هدانا لهذا

[illegible]

لکھنؤ پتہ شری رام گنج  
لکھنؤ پتہ سید احمد علی خان  
لکھنؤ پتہ شری رام گنج  
لکھنؤ پتہ سید احمد علی خان  
لکھنؤ پتہ شری رام گنج  
لکھنؤ پتہ سید احمد علی خان







[illegible]

کتابخانه عمومی مسجد جامع اصفهان

[illegible][illegible]









الحمد لله الذي جعل في كل شيء  
دلالة على قدرته وجلاله  
وآياته وبرهانه

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين

[illegible][illegible]

ایچہ ایزا کی طرح رہو جس نے اپنے آپ کو  
 بھول کر دوسروں کے لیے قربان کیا۔



اینکه هر که از این کتاب استفاده کند  
در هر روز یک بار بخواند  
و هر که از این کتاب استفاده کند  
در هر روز یک بار بخواند  
و هر که از این کتاب استفاده کند  
در هر روز یک بار بخواند

و هر که از این کتاب استفاده کند  
در هر روز یک بار بخواند  
و هر که از این کتاب استفاده کند  
در هر روز یک بار بخواند  
و هر که از این کتاب استفاده کند  
در هر روز یک بار بخواند  
و هر که از این کتاب استفاده کند  
در هر روز یک بار بخواند

و هر که از این کتاب استفاده کند  
در هر روز یک بار بخواند  
و هر که از این کتاب استفاده کند  
در هر روز یک بار بخواند  
و هر که از این کتاب استفاده کند  
در هر روز یک بار بخواند  
و هر که از این کتاب استفاده کند  
در هر روز یک بار بخواند





۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱  
 ۴۷۲  
 ۴۷۳  
 ۴۷۴  
 ۴۷۵

சென்னை, 19/12/2019

[illegible]

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب

بسم الله الرحمن الرحيم

چچ و جاج و بھوپا کے لئے ایک حکم جاری کیا  
 چچ و جاج و بھوپا کے لئے ایک حکم جاری کیا  
 چچ و جاج و بھوپا کے لئے ایک حکم جاری کیا

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين

والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله

والسلام على من اتبع الهدى

أما بعد فإني أفتيكم بحكم الله تعالى

في ما بينكم وبين أنفسكم وبين ما بينكم وبينكم

من أمور دينكم ودنياكم وأخرتكم

فأول ما أفتيكم به هو ما بينكم وبين أنفسكم

فأول ما أفتيكم به هو ما بينكم وبين أنفسكم

فأول ما أفتيكم به هو ما بينكم وبين أنفسكم

فأول ما أفتيكم به هو ما بينكم وبين أنفسكم

والسلام على من اتبع الهدى

والسلام على من اتبع الهدى

فأول ما أفتيكم به هو ما بينكم وبين أنفسكم

فأول ما أفتيكم به هو ما بينكم وبين أنفسكم

فأول ما أفتيكم به هو ما بينكم وبين أنفسكم

فأول ما أفتيكم به هو ما بينكم وبين أنفسكم

فأول ما أفتيكم به هو ما بينكم وبين أنفسكم

فأول ما أفتيكم به هو ما بينكم وبين أنفسكم





آنچه که در کتب قدسیه از باب اول آمده است  
 آنچه که در کتب قدسیه از باب دوم آمده است  
 آنچه که در کتب قدسیه از باب سوم آمده است  
 آنچه که در کتب قدسیه از باب چهارم آمده است

و آنچه که در کتب قدسیه از باب پنجم آمده است  
 و آنچه که در کتب قدسیه از باب ششم آمده است

و آنچه که در کتب قدسیه از باب هفتم آمده است  
 و آنچه که در کتب قدسیه از باب هشتم آمده است  
 و آنچه که در کتب قدسیه از باب نهم آمده است  
 و آنچه که در کتب قدسیه از باب دهم آمده است  
 و آنچه که در کتب قدسیه از باب یازدهم آمده است  
 و آنچه که در کتب قدسیه از باب دوازدهم آمده است  
 و آنچه که در کتب قدسیه از باب سیزدهم آمده است  
 و آنچه که در کتب قدسیه از باب چهاردهم آمده است  
 و آنچه که در کتب قدسیه از باب پانزدهم آمده است  
 و آنچه که در کتب قدسیه از باب شانزدهم آمده است  
 و آنچه که در کتب قدسیه از باب هجدهم آمده است  
 و آنچه که در کتب قدسیه از باب بیستم آمده است

و آنچه که در کتب قدسیه از باب بیست و یکم آمده است  
 و آنچه که در کتب قدسیه از باب بیست و دوم آمده است

و آنچه که در کتب قدسیه از باب بیست و سوم آمده است  
 و آنچه که در کتب قدسیه از باب بیست و چهارم آمده است



ایچ ایلر سحر بختیخده دیر ایله  
 سحر بختیخده دیر ایله سحر بختیخده  
 لایق سحر بختیخده دیر ایله  
 سحر بختیخده دیر ایله سحر بختیخده  
 سحر بختیخده دیر ایله سحر بختیخده  
 سحر بختیخده دیر ایله سحر بختیخده  
 سحر بختیخده دیر ایله سحر بختیخده  
 سحر بختیخده دیر ایله سحر بختیخده

۱- در سینه بچه

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰





مجلسه اول

سرخس و گیاهان آبزی

۹، ۱۰ - ششما و هفتمی

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰

[illegible]

7-5002-16

[illegible]

لہذا یہ اچھی بات ہے کہ ان کے پاس

[illegible]

جہانگیر کی موت پر غور کیا اور اس کا نتیجہ

وہی ہے جس نے یہ سب کچھ دیکھا ہے

سیرالکبری و سیرالکبری  
سیرالکبری و سیرالکبری  
سیرالکبری و سیرالکبری  
سیرالکبری و سیرالکبری

سیرالمرقاۃ فی التفسیر  
 سیرالمرقاۃ فی التفسیر  
 سیرالمرقاۃ فی التفسیر  
 سیرالمرقاۃ فی التفسیر  
 سیرالمرقاۃ فی التفسیر

فی التفسیر

سیرالمرقاۃ فی التفسیر  
 سیرالمرقاۃ فی التفسیر  
 سیرالمرقاۃ فی التفسیر  
 سیرالمرقاۃ فی التفسیر  
 سیرالمرقاۃ فی التفسیر

فی التفسیر

سیرالمرقاۃ فی التفسیر  
 سیرالمرقاۃ فی التفسیر  
 سیرالمرقاۃ فی التفسیر  
 سیرالمرقاۃ فی التفسیر  
 سیرالمرقاۃ فی التفسیر



محرم الحرام الحرام الحرام الحرام الحرام  
محرم الحرام الحرام الحرام الحرام الحرام  
محرم الحرام الحرام الحرام الحرام الحرام  
محرم الحرام الحرام الحرام الحرام الحرام  
محرم الحرام الحرام الحرام الحرام الحرام

۱. در هر روز یک بار از این دعا بخواند  
 ۲. در هر روز یک بار از این دعا بخواند  
 ۳. در هر روز یک بار از این دعا بخواند  
 ۴. در هر روز یک بار از این دعا بخواند  
 ۵. در هر روز یک بار از این دعا بخواند  
 ۶. در هر روز یک بار از این دعا بخواند  
 ۷. در هر روز یک بار از این دعا بخواند  
 ۸. در هر روز یک بار از این دعا بخواند  
 ۹. در هر روز یک بار از این دعا بخواند  
 ۱۰. در هر روز یک بار از این دعا بخواند

۱- در این کتاب که در این کتاب  
 ۲- در این کتاب که در این کتاب  
 ۳- در این کتاب که در این کتاب  
 ۴- در این کتاب که در این کتاب  
 ۵- در این کتاب که در این کتاب  
 ۶- در این کتاب که در این کتاب  
 ۷- در این کتاب که در این کتاب  
 ۸- در این کتاب که در این کتاب  
 ۹- در این کتاب که در این کتاب  
 ۱۰- در این کتاب که در این کتاب

مجلس السراة  
التي هي في سنة ١٢٠٠

[illegible]

۱- سید احمد علی خان صاحب

[illegible]

۱۴۰۰ شکر بر آید که در جبهه اول  
 ۱۴۰۰ شکر بر آید که در جبهه دوم  
 ۱۴۰۰ شکر بر آید که در جبهه سوم  
 ۱۴۰۰ شکر بر آید که در جبهه چهارم  
 ۱۴۰۰ شکر بر آید که در جبهه پنجم  
 ۱۴۰۰ شکر بر آید که در جبهه ششم

شکر بر آید که در جبهه هفتم

شکر بر آید که در جبهه هشتم

۱۴۰۰ شکر بر آید که در جبهه نهم  
 ۱۴۰۰ شکر بر آید که در جبهه دهم  
 ۱۴۰۰ شکر بر آید که در جبهه یازدهم  
 ۱۴۰۰ شکر بر آید که در جبهه پانزدهم  
 ۱۴۰۰ شکر بر آید که در جبهه شانزدهم  
 ۱۴۰۰ شکر بر آید که در جبهه هجدهم  
 ۱۴۰۰ شکر بر آید که در جبهه نوزدهم  
 ۱۴۰۰ شکر بر آید که در جبهه بیستم  
 ۱۴۰۰ شکر بر آید که در جبهه بیست و یکم  
 ۱۴۰۰ شکر بر آید که در جبهه بیست و دوم  
 ۱۴۰۰ شکر بر آید که در جبهه بیست و سوم

شکر بر آید که در جبهه بیست و چهارم

شکر بر آید که در جبهه بیست و پنجم

۱۴۰۰ شکر بر آید که در جبهه بیست و ششم  
 ۱۴۰۰ شکر بر آید که در جبهه بیست و هفتم  
 ۱۴۰۰ شکر بر آید که در جبهه بیست و هشتم  
 ۱۴۰۰ شکر بر آید که در جبهه بیست و نهم  
 ۱۴۰۰ شکر بر آید که در جبهه بیست و دهم  
 ۱۴۰۰ شکر بر آید که در جبهه بیست و یازدهم

شکر تو بر سر این عالم و این همه خلق و این همه  
 شکر تو بر سر این همه خلق و این همه خلق و این همه

از این همه خلق و این همه خلق و این همه خلق  
 شکر تو بر سر این عالم و این همه خلق و این همه  
 شکر تو بر سر این همه خلق و این همه خلق و این همه  
 شکر تو بر سر این همه خلق و این همه خلق و این همه  
 شکر تو بر سر این همه خلق و این همه خلق و این همه  
 شکر تو بر سر این همه خلق و این همه خلق و این همه  
 شکر تو بر سر این همه خلق و این همه خلق و این همه  
 شکر تو بر سر این همه خلق و این همه خلق و این همه

شکر تو بر سر این همه خلق و این همه خلق و این همه  
 شکر تو بر سر این همه خلق و این همه خلق و این همه  
 شکر تو بر سر این همه خلق و این همه خلق و این همه  
 شکر تو بر سر این همه خلق و این همه خلق و این همه  
 شکر تو بر سر این همه خلق و این همه خلق و این همه  
 شکر تو بر سر این همه خلق و این همه خلق و این همه  
 شکر تو بر سر این همه خلق و این همه خلق و این همه  
 شکر تو بر سر این همه خلق و این همه خلق و این همه

کرے یا پھر حقیقت میں نہ ہو کر ایسا کرے  
 کرے یا نہ کرے اسے اپنے آپ کو تو اسے  
 کرے یا نہ کرے اسے اپنے آپ کو تو اسے

ختم ہوا ہے اس کا ہر پہلو  
 ختم ہوا ہے اس کا ہر پہلو

ختم ہوا ہے اس کا ہر پہلو  
 ختم ہوا ہے اس کا ہر پہلو  
 ختم ہوا ہے اس کا ہر پہلو  
 ختم ہوا ہے اس کا ہر پہلو  
 ختم ہوا ہے اس کا ہر پہلو  
 ختم ہوا ہے اس کا ہر پہلو  
 ختم ہوا ہے اس کا ہر پہلو  
 ختم ہوا ہے اس کا ہر پہلو

ختم ہوا ہے اس کا ہر پہلو  
 ختم ہوا ہے اس کا ہر پہلو

ختم ہوا ہے اس کا ہر پہلو  
 ختم ہوا ہے اس کا ہر پہلو  
 ختم ہوا ہے اس کا ہر پہلو  
 ختم ہوا ہے اس کا ہر پہلو  
 ختم ہوا ہے اس کا ہر پہلو  
 ختم ہوا ہے اس کا ہر پہلو  
 ختم ہوا ہے اس کا ہر پہلو  
 ختم ہوا ہے اس کا ہر پہلو



۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

۱۰۰





چون که بختیاری را در این عالم	همیشه خوار و ذلیل گردانم
چون که بختیاری را در این عالم	بدر خوار و ذلیل گردانم
چون که بختیاری را در این عالم	لرزان و خوار گردانم
چون که بختیاری را در این عالم	سحق و ذلیل گردانم
چون که بختیاری را در این عالم	چون که بختیاری را در این عالم

چون که بختیاری را در این عالم	همیشه خوار و ذلیل گردانم
چون که بختیاری را در این عالم	بدر خوار و ذلیل گردانم
چون که بختیاری را در این عالم	لرزان و خوار گردانم
چون که بختیاری را در این عالم	سحق و ذلیل گردانم
چون که بختیاری را در این عالم	چون که بختیاری را در این عالم
چون که بختیاری را در این عالم	همیشه خوار و ذلیل گردانم
چون که بختیاری را در این عالم	بدر خوار و ذلیل گردانم
چون که بختیاری را در این عالم	لرزان و خوار گردانم
چون که بختیاری را در این عالم	سحق و ذلیل گردانم
چون که بختیاری را در این عالم	چون که بختیاری را در این عالم

چون که بختیاری را در این عالم	همیشه خوار و ذلیل گردانم
چون که بختیاری را در این عالم	بدر خوار و ذلیل گردانم
چون که بختیاری را در این عالم	لرزان و خوار گردانم
چون که بختیاری را در این عالم	سحق و ذلیل گردانم
چون که بختیاری را در این عالم	چون که بختیاری را در این عالم

قیامت که در آن روز همه را بر سر پا می آورند  
 و هر کس را که در دنیا با حق تعالی بیگانه بود  
 و با او دشمنی داشت و با او کینه داشت  
 و با او بغض داشت و با او عداوت داشت  
 و با او کینه داشت و با او بغض داشت  
 و با او عداوت داشت و با او کینه داشت

و هر کس را که در دنیا با حق تعالی  
 دوستی داشت و با او محبت داشت  
 و با او مودت داشت و با او مهر داشت  
 و با او محبت داشت و با او مودت داشت  
 و با او مهر داشت و با او محبت داشت

و هر کس را که در دنیا با حق تعالی  
 بیگانه بود و با او دشمنی داشت  
 و با او کینه داشت و با او بغض داشت  
 و با او عداوت داشت و با او کینه داشت  
 و با او بغض داشت و با او عداوت داشت  
 و با او کینه داشت و با او بغض داشت  
 و با او عداوت داشت و با او کینه داشت

و هر کس را که در دنیا با حق تعالی  
 دوستی داشت و با او محبت داشت  
 و با او مودت داشت و با او مهر داشت  
 و با او محبت داشت و با او مودت داشت  
 و با او مهر داشت و با او محبت داشت

و هر کس را که در دنیا با حق تعالی  
 بیگانه بود و با او دشمنی داشت  
 و با او کینه داشت و با او بغض داشت  
 و با او عداوت داشت و با او کینه داشت  
 و با او بغض داشت و با او عداوت داشت  
 و با او کینه داشت و با او بغض داشت  
 و با او عداوت داشت و با او کینه داشت

وہ کہ جس نے اس کی خدمت میں آکر دعا کی وہ دعا قبول ہوگی۔

مجلس شورای ملی

۱- این که در این کتاب آمده است که هر که در این کتاب  
 ۲- این که در این کتاب آمده است که هر که در این کتاب  
 ۳- این که در این کتاب آمده است که هر که در این کتاب  
 ۴- این که در این کتاب آمده است که هر که در این کتاب  
 ۵- این که در این کتاب آمده است که هر که در این کتاب  
 ۶- این که در این کتاب آمده است که هر که در این کتاب  
 ۷- این که در این کتاب آمده است که هر که در این کتاب  
 ۸- این که در این کتاب آمده است که هر که در این کتاب  
 ۹- این که در این کتاب آمده است که هر که در این کتاب  
 ۱۰- این که در این کتاب آمده است که هر که در این کتاب

وہاں سے لے کر آج تک

اسی طرح جو کچھ کہہ رہا تھا وہ سب

[illegible]



این کتاب در سال ۱۰۰۰ هجری قمری  
در شهر تبریز در روز ۱۰

در روز ۱۰ هجری قمری  
در شهر تبریز در روز ۱۰  
در شهر تبریز در روز ۱۰  
در شهر تبریز در روز ۱۰  
در شهر تبریز در روز ۱۰  
در شهر تبریز در روز ۱۰  
در شهر تبریز در روز ۱۰  
در شهر تبریز در روز ۱۰  
در شهر تبریز در روز ۱۰  
در شهر تبریز در روز ۱۰

بسم الله الرحمن الرحیم  
الحمد لله رب العالمین

در شهر تبریز در روز ۱۰  
در شهر تبریز در روز ۱۰  
در شهر تبریز در روز ۱۰  
در شهر تبریز در روز ۱۰  
در شهر تبریز در روز ۱۰  
در شهر تبریز در روز ۱۰  
در شهر تبریز در روز ۱۰  
در شهر تبریز در روز ۱۰  
در شهر تبریز در روز ۱۰  
در شهر تبریز در روز ۱۰

در شهر تبریز

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱







ایں عبارت میں - ایم اے کیسے؟

۱- ای ذی قوت تم سے کیا؟ بسببِ کجیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

آتش و آتش - آتش و آتش

[illegible]



۱۹۱۲

آب و هوا

— در باره ی سوره ی نوح

اے میرے دل پہ لکھی ہوئی ہے یہ سب باتیں  
 کہ جس نے یہ سب باتیں لکھی ہیں  
 وہ تو میری ہی باتیں ہیں  
 جو میں نے اپنے دل سے لکھی ہیں  
 اے میرے دل پہ لکھی ہوئی ہے یہ سب باتیں

اے میرے دل پہ لکھی ہوئی ہے یہ سب باتیں  
 کہ جس نے یہ سب باتیں لکھی ہیں  
 وہ تو میری ہی باتیں ہیں  
 جو میں نے اپنے دل سے لکھی ہیں  
 اے میرے دل پہ لکھی ہوئی ہے یہ سب باتیں  
 کہ جس نے یہ سب باتیں لکھی ہیں  
 وہ تو میری ہی باتیں ہیں  
 جو میں نے اپنے دل سے لکھی ہیں

اے میرے دل پہ لکھی ہوئی ہے یہ سب باتیں  
 کہ جس نے یہ سب باتیں لکھی ہیں  
 وہ تو میری ہی باتیں ہیں  
 جو میں نے اپنے دل سے لکھی ہیں  
 اے میرے دل پہ لکھی ہوئی ہے یہ سب باتیں  
 کہ جس نے یہ سب باتیں لکھی ہیں  
 وہ تو میری ہی باتیں ہیں  
 جو میں نے اپنے دل سے لکھی ہیں

۱۱۔ اس وقت کہ تیرے پاس ہے۔

میں نے اپنے ہر لمحہ میں اللہ کی یاد کی ہے

---

۱- در این کتاب که در این کتاب است  
 ۲- در این کتاب که در این کتاب است  
 ۳- در این کتاب که در این کتاب است  
 ۴- در این کتاب که در این کتاب است  
 ۵- در این کتاب که در این کتاب است  
 ۶- در این کتاب که در این کتاب است  
 ۷- در این کتاب که در این کتاب است  
 ۸- در این کتاب که در این کتاب است  
 ۹- در این کتاب که در این کتاب است  
 ۱۰- در این کتاب که در این کتاب است

وہی ہے جس نے ان کو

بسم الله الرحمن الرحيم

[illegible]

تاریخ و جغرافیہ و تمدن و حکومت

الحمد لله الذي جعلنا من عباده المخلصين

تاریخ ۱۳۰۴ هجری قمری  
تاریخ ۱۳۰۴ هجری قمری



[illegible]

آقای آقاخان - شیخ - آقاخان - آقاخان

وہاں سے گئے اور کچھ دیر بعد وہاں سے گئے

[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

[illegible]





این سخن را در هر روز بخواند  
 این سخن را در هر روز بخواند  
 این سخن را در هر روز بخواند  
 این سخن را در هر روز بخواند  
 این سخن را در هر روز بخواند  
 این سخن را در هر روز بخواند  
 این سخن را در هر روز بخواند  
 این سخن را در هر روز بخواند  
 این سخن را در هر روز بخواند  
 این سخن را در هر روز بخواند

این سخن را در هر روز بخواند  
 این سخن را در هر روز بخواند

این سخن را در هر روز بخواند  
 این سخن را در هر روز بخواند  
 این سخن را در هر روز بخواند  
 این سخن را در هر روز بخواند  
 این سخن را در هر روز بخواند  
 این سخن را در هر روز بخواند  
 این سخن را در هر روز بخواند  
 این سخن را در هر روز بخواند  
 این سخن را در هر روز بخواند  
 این سخن را در هر روز بخواند



۱۰۴

ਸ੍ਰੀ ਗੁਰੂ ਗ੍ਰੰਥ ਸਾਹਿਬ ਜੀ

گجرات





ای به رخسار غنای به رخسار  
 ای به رخسار غنای به رخسار  
 ای به رخسار غنای به رخسار  
 ای به رخسار غنای به رخسار  
 ای به رخسار غنای به رخسار  
 ای به رخسار غنای به رخسار  
 ای به رخسار غنای به رخسار  
 ای به رخسار غنای به رخسار  
 ای به رخسار غنای به رخسار  
 ای به رخسار غنای به رخسار

تر است از ترانه  
 تر است از ترانه  
 تر است از ترانه  
 تر است از ترانه  
 تر است از ترانه  
 تر است از ترانه  
 تر است از ترانه  
 تر است از ترانه  
 تر است از ترانه  
 تر است از ترانه

تر است از ترانه  
 تر است از ترانه  
 تر است از ترانه  
 تر است از ترانه  
 تر است از ترانه  
 تر است از ترانه  
 تر است از ترانه  
 تر است از ترانه  
 تر است از ترانه  
 تر است از ترانه

تر که بخواهد از این راه بگذرد  
 و یا به هر چه خواهد بود  
 و یا به هر چه خواهد بود  
 و یا به هر چه خواهد بود

و یا به هر چه خواهد بود

و یا به هر چه خواهد بود  
 و یا به هر چه خواهد بود  
 و یا به هر چه خواهد بود  
 و یا به هر چه خواهد بود

و یا به هر چه خواهد بود

و یا به هر چه خواهد بود

و یا به هر چه خواهد بود  
 و یا به هر چه خواهد بود  
 و یا به هر چه خواهد بود  
 و یا به هر چه خواهد بود  
 و یا به هر چه خواهد بود  
 و یا به هر چه خواهد بود  
 و یا به هر چه خواهد بود  
 و یا به هر چه خواهد بود  
 و یا به هر چه خواهد بود  
 و یا به هر چه خواهد بود



الترک تہذیبیہ لایزالہ و باقیہ

الترک تہذیبیہ لایزالہ و باقیہ

الترک تہذیبیہ لایزالہ و باقیہ  
الترک تہذیبیہ لایزالہ و باقیہ  
الترک تہذیبیہ لایزالہ و باقیہ  
الترک تہذیبیہ لایزالہ و باقیہ

الترک تہذیبیہ لایزالہ و باقیہ

الترک تہذیبیہ لایزالہ و باقیہ

الترک تہذیبیہ لایزالہ و باقیہ  
الترک تہذیبیہ لایزالہ و باقیہ  
الترک تہذیبیہ لایزالہ و باقیہ  
الترک تہذیبیہ لایزالہ و باقیہ  
الترک تہذیبیہ لایزالہ و باقیہ

الترک تہذیبیہ لایزالہ و باقیہ

الترک تہذیبیہ لایزالہ و باقیہ

الترک تہذیبیہ لایزالہ و باقیہ  
الترک تہذیبیہ لایزالہ و باقیہ  
الترک تہذیبیہ لایزالہ و باقیہ

۱۹۹۹

[illegible][illegible]

— 22 —

6/10/50

سید محمد رفیع

—

و اما در این کتاب که در این کتاب است  
در این کتاب که در این کتاب است

( ۱۱۱ )

—

و اما در این کتاب که در این کتاب است  
در این کتاب که در این کتاب است  
در این کتاب که در این کتاب است

و اما در این کتاب که در این کتاب است  
در این کتاب که در این کتاب است  
در این کتاب که در این کتاب است







بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين  
والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله  
الطيبين الطاهرين

الحمد لله الذي جعل في خلقه  
دلائل على عظمته وجلاله  
وآياته على قدرته وقوته  
وآثاره على كبره وعظمته  
وآثاره على كبره وعظمته  
وآثاره على كبره وعظمته  
وآثاره على كبره وعظمته  
وآثاره على كبره وعظمته  
وآثاره على كبره وعظمته

الحمد لله الذي جعل في خلقه  
دلائل على عظمته وجلاله  
وآياته على قدرته وقوته  
وآثاره على كبره وعظمته  
وآثاره على كبره وعظمته  
وآثاره على كبره وعظمته  
وآثاره على كبره وعظمته  
وآثاره على كبره وعظمته  
وآثاره على كبره وعظمته  
وآثاره على كبره وعظمته





۱۰۰ - اے اے شاہانہ و شہزادے

۱۰۱ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۰۲ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۰۳ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۰۴ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۰۵ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۰۶ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۰۷ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۰۸ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۰۹ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۱۰ - اے اے شاہانہ و شہزادے

۱۱۱ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۱۲ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۱۳ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۱۴ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۱۵ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۱۶ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۱۷ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۱۸ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۱۹ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۲۰ - اے اے شاہانہ و شہزادے

۱۲۱ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۲۲ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۲۳ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۲۴ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۲۵ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۲۶ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۲۷ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۲۸ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۲۹ - اے اے شاہانہ و شہزادے  
۱۳۰ - اے اے شاہانہ و شہزادے





למנוחה ולשלום  
לכל ישראל



195802

208561

55

0168:11.5000

سید محمد علی

سید محمد علی

سید محمد علی

سید محمد علی

سید محمد علی

سید محمد علی

سید محمد علی

سید محمد علی

سید محمد علی

سید محمد علی

سید محمد علی

سید محمد علی

سید محمد علی

سید محمد علی

سید محمد علی

تشریح و تفسیر تشریح و تفسیر تشریح و تفسیر

۱۳۶۴ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹

تشریح و تفسیر  
تشریح و تفسیر

تشریح و تفسیر  
تشریح و تفسیر

تشریح و تفسیر

تشریح و تفسیر



تشریح و تفسیر

تشریح و تفسیر

